



THE  
SENATE OF PAKISTAN  
DEBATES

*OFFICIAL REPORT*

Monday, November 11, 2019  
(294<sup>th</sup> Session)  
Volume IX, No.04  
(No.01-08)

*Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad*

Volume IX  
No.04

SP.IX(04)/2019  
15

## Contents

1.	Recitation from the Holy Quran.....	1
2.	Leave of Absence .....	1
3.	Further discussion on motion under Rule 218 moved by Senator Raja Muhammad Zafar-Ul-Haq, Leader of the Opposition and others regarding Political victimization and denial of fundamental rights to members of Opposition and revocation of citizenship of a former member of Parliament .....	3
	• Senator Pervaiz Rasheed.....	3
	• Senator Anwar Lal Dean.....	5
	• Senator Syed Shibli Faraz, Leader of the House .....	6
	• Senator Muhammad Akram .....	7
	• Senator Anwar Lal Dean.....	
	• Senator Kalsoom Perveen.....	9
	• Senator Seemee Ezdi.....	13
	• Senator Mushahid Ullah Khan .....	16
	• Senator Quratulain Marri.....	24
	• Senator Abdul Rehman Malik .....	25
	• Senator Muhammad Javed Abbasi.....	31
	• Senator Muhammad Azam Khan Swati, Minister for Parliamentary Affairs.....	36

## SENATE OF PAKISTAN SENATE DEBATES

Monday, November 11, 2019

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at thirty minutes past three in the evening with Mr. Chairman (Mr. Muhammad Sadiq Sanjrani) in the Chair.

### Recitation from the Holy Quran

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴿١٠٥﴾ إِنَّ فِي هَذَا لَبَلَاغًا لِقَوْمٍ عَابِدِينَ ﴿١٠٦﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ إِنَّمَا يُوحِي إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿١٠٨﴾

ترجمہ: اور ہم نے نصیحت (کی کتاب یعنی تورات) کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ میرے نیکو کار بندے ملک کے وارث ہوں گے۔ عبادت کرنے والے لوگوں کے لیے اس میں (اللہ کے حکموں کی) تبلیغ ہے۔ اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ کہہ دو کہ مجھ پر (اللہ کی طرف سے) یہ وحی آتی ہے کہ تم سب کا معبود اللہ واحد ہے، تو تم کو چاہیے کہ فرمانبردار ہو جاؤ۔  
سورۃ الانبیاء (آیات نمبر 105 تا 108)

### Leave of Absence

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ اسلام علیکم۔  
Leave applications.

سینیٹر میاں رضاربانی صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 8 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: سینیٹر پروفیسر ساجد میر صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 8 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: سینیٹر میاں محمد عتیق شیخ صاحب نے اسلام آباد سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ 11 تا 14 نومبر ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: سینیٹر مشاہد حسین سید صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ 11 نومبر تا اختتام حالیہ اجلاس ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: سینیٹر رانا مقبول احمد صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 11 نومبر ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: سینیٹر محسن عزیز صاحب نے اپنی والدہ کی وفات کی بنا پر مورخہ 6 تا 11 نومبر ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Order No. 2. We may now take up Order No. 2 regarding further discussion on the motion moved by Senator Raja Muhammad Zafar-Ul-Haq, Leader of the Opposition, on his behalf and on behalf of thirty two other Senators on 6<sup>th</sup> November, 2019. Senator

Javed Abbasi Sahib. Senator Javed Abbasi, not present.  
Senator Pervaiz Rasheed on political victimization.

**Further discussion on motion under Rule 218 moved by  
Senator Raja Muhammad Zafar-Ul-Haq, Leader of the  
Opposition and others regarding Political victimization  
and denial of fundamental rights to members of  
Opposition and revocation of citizenship of a former  
member of Parliament**

**Senator Pervaiz Rasheed**

سینیٹر پرویز رشید: شکریہ، جناب چیئرمین! حکومت کا استدلال یہ ہے کہ وہ سیاسی انتقام نہیں بلکہ جو لوگ اپنے سے ہونے والی نا انصافی کو سیاسی انتقام قرار دے رہے ہیں، ان کے احتساب کے عمل کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ خود حکومت کے وزیر داخلہ جو کابینہ میں سب سے زیادہ معلومات کے حامل شخص قرار دیے جاتے ہیں، جن کی دی ہوئی معلومات پر حکومت اقدامات اختیار کرتی ہے۔ ایک ایسے وزیر داخلہ جو اس سے پہلے ماضی میں بھی ایسے عہدوں پر فائز رہے جن کی ذمہ داری پاکستان کے حساس معاملات کو حاصل کرنا بھی اور پاکستان کی سیاسی صورت حال کو، داخلی صورت حال کو مختلف reports کی موجودگی میں مجتمع کر کے حکومت کو باخبر رکھنا ہوتا ہے۔ باخبر وزیر داخلہ جو خود باخبر ہے، جو ماضی میں اہم عہدوں پر فائز رہا ہے، وہ اپنے ایک انٹرویو میں یہ اقرار کرتے ہیں کہ اگر نواز شریف ووٹ کو عزت دو کا موقف اختیار نہ کرتے تو وہ چوتھی مرتبہ ملک کے وزیر اعظم ہوتے، یہ وزیر داخلہ کا اعتراف ہے جو انہوں نے ایک انٹرویو میں کیا ہے۔

جناب والا! چیئرمین نیب جو سابق جسٹس ہیں، وہ جاوید چوہدری کے ساتھ ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں کہ اگر میں احتساب کے عمل کو مکمل طور پر جاری رکھوں تو یہ حکومت دو، چار دنوں میں گر سکتی ہے کیونکہ ان کے پاس دو، چار ووٹ ہیں اور اگر میں ان کے دو، چار لوگ گرفتار کر لوں تو حکومت گر جائے گی، اس لیے میں انہیں گرفتار نہیں کرتا۔ وزیر داخلہ کا بیان موجود، چیئرمین نیب کا بیان موجود، اس کے باوجود کوئی اگر یہ کہے کہ یہ احتساب، انتقام نہیں ہے تو پھر یہی کہا جاسکتا ہے کہ اگر کسی کو دن میں بھی سورج کی روشنی نظر نہیں آتی تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ سورج آسمان پر نہیں چمک رہا بلکہ اس کا مطلب ہے کہ اس کی بینائی میں کوئی نقص ہے۔

جناب والا! ایک سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے، ہمیں یہ کہا گیا تھا اور آج بھی جو کہنے والے ہیں انہیں اتنا معتبر سمجھا جاتا ہے کہ جب treasury benches, opposition کے سوالات کا جواب دینے میں اپنے آپ کو ناکام محسوس کرتے ہیں تو اپنی مدد کے لیے جن لوگوں کو طلب کیا جاتا ہے کہ وہ اپوزیشن کو گالم گلوچ سے نوازیں، انکی تقاریر ریکارڈ کا حصہ ہیں اور پاکستان کے بچوں کو زبانی ازبر یاد ہو چکی ہیں جو یہ کہتے نہیں تھکتے تھے کہ جس دن ان کی حکومت بنے گی اسی دن سوارب ڈالر IMF کو ادا کریں گے اور سوارب ڈالر پاکستان کے عوام پر خرچ کریں گے بلکہ سوارب ڈالر ادا نہیں کرنا تھا بلکہ IMF کے منہ پر مارنا تھا۔ آج بھی وہ شخص معتبر ہے اور اس کو بلایا جاتا ہے کہ وہ اس ہاؤس میں کھڑا ہو کر اپوزیشن کے خلاف گالم گلوچ کی تقریر کرے لیکن انہیں اس کے کہے ہوئے وہ الفاظ یاد نہیں رہتے اور یہ آج بھی یہ بتانے میں کامیاب نہیں ہیں کہ وہ دو سوارب ڈالر جنہیں لانے کا انہوں نے وعدہ کیا تھا وہ دو سو ارب آج بھی کس کے پڑے ہیں اور کس کے پاس پڑے ہیں وہ کیسے پاکستان سے باہر گئے؟ کیونکہ انہوں نے خود جو ایک کمیشن بنایا جس کے ذمے یہ کام تھا کہ وہ پاکستان میں لیے گئے قرضوں کی چھان بین کرے گا کہ ان قرضوں کا غلط استعمال تو نہیں ہوا، اس کمیشن کی ابتدائی رپورٹ یہ کہتی ہے کہ کوئی قرض جو بیرون ملک سے پاکستان کے لیے حاصل کیا گیا ہو وہ کسی فرد کی استطاعت میں نہیں تھا کہ وہ اسے اپنی ذات یا ذاتی مقاصد کے لیے استعمال کر سکے۔ خود ان کے بنائے ہوئے کمیشن کی رپورٹ یہ کہتی ہے۔

جناب والا! آج پاکستان کا ہر افسران کا ماتحت ہے، ہر محکمہ ان کے پاس ہے، انہوں نے جن الزامات پر لوگوں کو جیلوں میں ڈال رکھا ہے ان میں سے ایک الزام ایسا نہیں ہے کہ جس کے بارے میں یہ کہا جاسکے کہ اس میں پاکستان کے قومی خزانے کو کوئی نقصان پہنچا ہے۔ خود جو سزائیں دی گئیں جب وہ سزائیں ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں چیلنج کی جاتی ہیں تو ان سزائوں کو ختم کیا گیا ہے، suspend کیا گیا ہے۔ جج صاحب جنہوں نے سزا دی اور انہوں نے اپنے قلم سے لکھا کہ نواز شریف پر بدعنوانی کا کوئی الزام نہیں ہے، یہ ان کے فیصلے میں لکھا ہوا ہے۔ دوسری سزا جن جج صاحب نے دی انکی ویڈیو آج بھی منتظر ہے۔ آج بھی ان کی ویڈیو منتظر ہے کہ انصاف کے ادارے اس ویڈیو کو سنیں، اس ویڈیو کو دیکھیں اور اس کے بعد اس فیصلے کو بھی پڑھیں جو اس ویڈیو کے مطابق دباؤ ڈال کر حاصل کیا گیا۔ اگر یہ انتقام نہیں ہے تو اور انتقام کسے کہا جاتا ہے؟

پچھلے تین دن سے اس ملک میں جو کھیل کھیلا جا رہا ہے، درجنوں medical reports موجود ہیں، عدالت فیصلہ دیتی ہے کہ جس شخص کو قیدی رکھا گیا ہے اس شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنا علاج کرائے۔ فیصلے میں یہ لکھا گیا ہے کہ نہ صرف اسے اپنے علاج کروانے کا حق حاصل ہے بلکہ اسے یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ جیسا علاج چاہے اور جہاں سے چاہے اس سے مستفید ہو سکتا ہے۔ اب تین دن سے فائل گردش کر رہی ہے کیونکہ کل تقریر کر دی گئی اور تقریر وزیراعظم صاحب کی طرف سے کی گئی اور وزیراعظم صاحب اپنی تقریر میں خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ مجھے یہ کہا جاتا ہے کہ تم بے رحم ہو، ہاں میں بے رحم ہوں، انہوں نے یہ بھی فرمایا۔ اس کے بعد کیا کسی ثبوت کی ضرورت رہ جاتی ہے کہ یہ سیاسی انتقام لیا جا رہا ہے اور سیاسی انتقام اپنے سیاسی مخالفین سے لیا جا رہا ہے کیونکہ ہر وہ شخص جس نے سیاست میں ان کی مخالفت کی تھی، جس کی موجودگی میں یہ انتخابات میں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے، جس کی موجودگی میں ان کے جھوٹ اور الزام کی سیاست پر وان نہیں چڑھ سکتی تھی، جن کی موجودگی میں ان کی جماعت کو امیدواروں کی قلت کا شکار رہنا پڑتا تھا وہ آج جیل میں ہیں۔ ایماندار ہونے کے لیے صرف ایک شرط ہے، اس لمحے آپ قابل احتساب ہیں، اس لمحے ہر وہ شخص جو قابل احتساب ہے، صرف اپنے گلے میں دو رنگا پٹکا ڈالے، ایک تصویر کھچوائے، وہ معصوم بن جائے گا، وہ صادق اور امین بن جائے گا۔ صادق اور امین بننے میں صرف ایک لکیر ہے کہ آپ اسے cross کریں اور PTL میں شامل ہو جائیں۔ کل وہ سب جن کے احتساب کرنے کا یہ نعرہ لگاتے تھے، جن کو کہتے تھے کہ وہ پنجاب کے سب سے بڑے چور ہیں، وہ اب ان کے ثالث ہوتے ہیں، ان کے behalf پر لوگوں کی ثالثی کروانے جاتے ہیں، انکی ثالثی کے نمائندے بن جاتے ہیں، یہ ہے ان کا احتساب۔ اس لیے آج جب ہماری طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ احتساب نہیں ہے، یہ انتقام ہے، تو یہ بالکل درست اور سو فیصد درست ہے۔

Mr. Chairman: Thank you. Senator Anwar Lal Dean.

**Senator Anwar Lal Dean**

سینیٹر انور لعل دین: میں آج اس حوالے سے نشان دہی کرنا چاہتا ہوں، جس کا قائد اعظم صاحب نے فرمایا۔ یہاں اس پاکستان میں ہر حکومت minority اور اقلیت کے لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور محبت کا اظہار کرتی ہے اور زیادہ سے زیادہ وہ ٹھیکیدار بھی بنتے ہیں۔ میں یہ افسوس کے ساتھ

یہاں کہنا چاہتا ہوں کہ وہ زیور جو تعلیم کا زیور ہے وہ زیور اور وہ مدرسہ اور سکول و کالج جہاں بغیر رنگ و نسل، بغیر تفریق و تقسیم، بغیر مذہب کے کہ جہاں تعلیم کا زیور دیا جاتا ہے اس پاکستان میں موجودہ حکومت دن دیہاڑے اور دن کی روشنی میں تعلیم پر اور ننھے منے بچوں پر ڈاکا ڈالنا اور پشاور میں جو ہمارا Edwardes College جس کی زمین بھی چرچ کے نام سے leased ہے، وہ کالج جس کی building بھی چرچ کے پیسوں سے بنی تھی اور وہاں پر ہریٹا اور بیٹی تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو رہے تھے اس کالج کو دن دیہاڑے ڈاکا ڈال کر انہوں نے اپنی تحویل میں لینے کی بھرپور کوشش کی۔ یہ وہی Edward's College ہے۔ یہ کالج اس صوبے میں واقع ہے جہاں پر قائد اعظم محمد جناح صاحب بھی تشریف لے کر گئے تھے۔ ہر صوبے میں قائد اعظم محمد جناح تشریف لے کر نہیں گئے۔ یہ وہی مدرسہ اور کالج ہے جہاں پر Christian minority کی property پر قبضہ کیا گیا ہے اور گورنمنٹ کی تحویل میں لیا گیا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت جو minority کی ٹھیکیداری بنتی ہے اور minority کی property پر قبضہ بھی کرتی ہے اور ان کو سرکاری تحویل میں لے رہے ہیں۔ اس کی lease کے کاغذ اور دوسرے documents ہمارے پاس موجود ہیں لیکن پھر بھی اس کو حکومت نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔ اس اقدام سے نہ صرف Christian نہ صرف minority کے لوگ بلکہ پاکستان کا ہر غریب، مزدور اور کسان جو تعلیم سے محبت کرنے والا ہے متاثر ہوں گے۔ جو کہ اس پاکستان میں تعلیم اور صحت کے حوالے سے جو minority کی خدمت ہے اس کو کوئی انسان نظر انداز نہیں کر سکتا۔ کوئی بھی انسان وہ بھول نہیں سکتا لیکن اب موجودہ حکومت نے Edwardes College پر جو دن دھاڑے ڈاکا ڈالا ہے۔ جناب چیئر مین! میں آپ کے توسط سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں مسیحی قوم کے لوگوں کی بہت خدمات ہیں اور مسیحی لوگ چاہتے ہیں کہ پاکستان ترقی کرے اور پاکستان خوشحال ہو۔

جناب چیئر مین: سینیٹر صاحب شکریہ۔ ایجنڈا کچھ اور تھا۔ جی Leader of the

House.

#### **Senator Syed Shibli Faraz, Leader of the House**

سینیٹر سید شبلی فراز (قائد ایوان): جناب چیئر مین! سینیٹر انور لعل دین نے Edward's College سے متعلق ایک issue اٹھایا ہے۔ میں مختصراً بتا دیتا ہوں شاید معزز ممبر update نہیں ہے۔ پچھلے دنوں حکومتی سطح پر یہ طے ہوا ہے کہ Edward's College کا



جو original status تھا۔ میں خود بھی Edward's College کا پڑھا ہوا ہے۔ میرے والد صاحب بھی Edward's College سے پڑھے تھے۔ Edward's College بہت ہی شاندار institution ہے۔ اب سب کچھ انہی کو دوبارہ دے دیا گیا ہے۔ جو سسٹم وہاں پر ہے۔ اب سب کچھ انہی کو دوبارہ دے دیا گیا ہے۔ جو سسٹم وہاں پر 20, 30 سال سے رائج تھا۔ حکومت نے کوئی قبضہ وہاں نہیں کیا ہے اور نہ کوئی ایسا step لیا گیا ہے بلکہ وہ اسی طرح موجود ہے۔  
جناب چیئر مین: ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ سینیٹر محمد اکرم صاحب۔

#### **Senator Muhammad Akram**

سینیٹر محمد اکرم: شکریہ۔ جناب چیئر مین! آج کا ہمارا ایجنڈا سیاسی انتقام ہے۔ جناب چیئر مین! آپ کی اجازت سے مختصر اُبیان کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اس سیاسی ایجنڈے میں جو انتقام زیر بحث ہے۔ وہ ظاہر ہے کہ سب کچھ نیب کی طرف جاتا ہے۔ اس سیاسی انتقام میں نیب بطور tool استعمال ہوتا ہے۔ جناب چیئر مین! میں اس پس منظر میں تھوڑا سا بیان کروں۔ یہ آج کا مسئلہ نہیں ہے۔ جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے اس وقت سے لے کر مختلف ادوار میں اس طرح کی سیاسی انتقامی کارروائیاں ہوئی ہیں۔

جناب چیئر مین! میں جنرل ایوب کے دور سے مختصر آپ کو بتا دوں کہ اس وقت ایک EBDO Act کے تحت 6 ہزار سیاسی لوگوں کو سیاسی میدان سے ہٹایا گیا تھا۔ یہ ایک بہت بڑی انتقامی کارروائی تھی جو سیاسی جماعتوں کے خلاف ہوئی۔ جناب چیئر مین! اس کے بعد جنرل مشرف کے دور میں بھی ایسا ہی ہوا کہ انتقامی کارروائی کر کے، بہکا دھکا کر، نیب کا ہمانہ بنا کر لوگوں کی سیاسی وفاداریاں تبدیل کر کے ایک نئی جماعت معرض وجود میں آئی۔ جناب چیئر مین! اسی طرح جمہوری ادوار میں بھی، PPP اور مسلم لیگ کے ادوار میں بھی اسی سیاسی انتقام کو استعمال کیا گیا۔

جناب چیئر مین! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب الیکشن ہوتے ہیں۔ الیکشن میں سب سے بڑی انتقامی کارروائی یہ ہوتی ہے کہ جتنے بھی political جماعتیں ہیں ان کے لوگوں کو الگ کر کے non-political بنا کر لایا جاتا ہے۔ اس کی ایک مثال جنرل ضیاء الحق کے دور کا میں دے سکتا ہوں کہ انہوں نے سیاسی جماعتوں کو دور کر کے اور ان کو سیاست سے الگ کر کے غیر جماعتی بنیادوں پر الیکشن کر کے ایک سیاسی انتقامی کارروائی کی تھی۔ جناب چیئر مین! میں اگر موجودہ دور میں آؤں تو وہی صورت حال ہے۔

اگر آپ PTI حکومت کا ساتھ دیں تو آپ کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہیں ہوگی۔ جناب چیئر مین! یہ وہی tool ہے جس کو استعمال کر کے political victimization کی جاتی ہے۔ جناب چیئر مین! میں اس کو اس طرح کہتا ہوں کہ یہ جو صورت حال ہے یہ بہت گھمبیر ہے۔ اب صورت حال اس طرح ہے کہ لاکھوں افراد کو سڑکوں پر لایا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تنگ آمد بہ جنگ آمد۔ یہ آج کا دھرنا کسی خاص جماعت کا دھرنا نہیں ہے۔ یہ پورے پاکستان کے 24 کروڑ عوام اور political جماعتوں کا ایک مشترکہ دھرنا ہے۔ موجودہ حکومت کسی الیکشن کے نتیجے میں نہیں بلکہ ایک دھاندلی زدہ نتیجے کے ذریعے وجود میں آئی ہے۔ اس پر لوگ سراپا احتجاج ہیں۔ یہ اس لیے نہیں، میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے PTI کے دوست یہی کہہ رہے ہیں کہ پہلی بار ہماری حکومت آئی ہے۔ جناب چیئر مین! میں آپ کو ایک مثال دے سکتا ہوں۔ اس وقت 20 منتخب افراد ایسے سیاسی کارکنوں پر مشتمل ہے جنہوں نے سیاسی پارٹیاں تبدیل کر کے PTI میں شامل ہوئے ہیں۔ اس حکومت میں آدھے سے زیادہ لوگوں وہ موجود ہیں جو ہر حکومت میں شامل ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ہر جماعت میں شامل رہے ہیں۔ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہماری جماعت پہلی مرتبہ اقتدار میں آئی ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس ملک میں خصوصی طور پر جاگیر دارانہ، سرمایہ دارانہ، سردارانہ اور ایک وڈیرہ شاہی نظام موجود ہے۔ اس ملک میں 100 خاندان موجود ہیں پاکستان کی ستر سالہ تاریخ میں عوام پر ظلم کر رہے ہیں۔ عوام پر جبر کر رہے ہیں۔ عوام کے حقیقی نمائندوں کو آگے آنے نہیں دے رہے ہیں۔ آج کل سیاسی جماعتوں کی نمائندگی موجود نہیں ہے۔ جناب چیئر مین! میں یہاں پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ آج کسی سیاسی جماعت کی حکومت موجود نہیں ہے بلکہ وفاداریاں تبدیل کر کے آپ منتخب ہو سکتے ہیں۔ آپ کروڑوں روپے دے کر اس باعزت پارلیمنٹ کے ممبر بھی بن سکتے ہیں۔ اس ملک میں جو سب سے بڑا مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ اس ملک میں عوام کی سیاسی نمائندگی موجود ہی نہیں۔ صحیح معنوں میں اس ملک میں انتخابات ہوتے ہی نہیں یا بالکل selected انتخابات ہوئے ہیں۔ اسی کو سیاسی انتقام کہتے ہیں۔ جناب چیئر مین! اس ملک میں عوام کا معاشی قتل عام ہو رہا ہے۔ اس ملک میں روٹی اور روزگار نہیں ہے۔ اس ملک میں عام لوگ اتنے پیسے ہوئے ہیں کہ ان کی حالت زار کو دیکھ کر۔۔۔

جناب چیئر مین: سینئر صاحب! اس پر بعد میں بات کریں گے۔ ابھی سیاسی انتقام پر بات ہو

رہی ہے۔

سینیٹر محمد اکرم: جناب چیئر مین! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس وقت جو صورت حال ہے میں یہ کہنے کی جسارت کرتا ہوں کہ آپ کا تعلق بلوچستان سے ہے اور میرا تعلق بھی بلوچستان سے ہے۔ اسی طرح PMDC کے 220 ملازمین کو برطرف کر دیا گیا۔ اسی طرح سینڈک کے ملازمین کو برطرف کر دیا گیا۔ یہ ساری انتقامی کارروائی ہے۔ لوگوں کو روزی اور روٹی سے محروم کر کے ایک قسم کا سیاسی انتقام ہے۔ جناب چیئر مین! sorry to say ہمارے پارلیمنٹ میں \*\*\* بھی موجود ہیں۔ ہمارے پارلیمنٹ میں \*\*\* بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس پارلیمنٹ میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں کہ انہیں دیکھ کر انسان کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ ایسے لوگوں موجود ہیں جنہوں نے \*\*\* 100,100 بھی کیے ہیں اور ان کے وارنٹ گرفتاری بھی موجود ہیں لیکن وہ لوگ ہمارے ساتھ ممبر پارلیمنٹ بنے ہوئے ہیں اور ہمارے ساتھی بھی بنے ہوئے ہیں۔

جناب چیئر مین: یہ \*\*\* وغیرہ الفاظ expunge کر دیں۔ مہربانی۔ سینیٹر کلثوم پروین

صاحبہ۔

#### Senator Kalsoom Perveen

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئر مین! شکریہ، آپ کا وقت دینے کا بہت شکریہ۔ اس وقت سیاسی انتقام کی بات ہو رہی ہے۔ یقیناً ہم نے بہت سی حکومتوں کو دیکھا ہے جب وہ آئیں تو یہ چیزیں ہونیں۔ آج یہ نئی بات نہیں ہے کہ ایسا ہوا ہے، یہ پارٹی جب آئی ہے تو ان کا ایجنڈا بہت خوبصورت تھا مگر یہاں آنے کے بعد انہوں نے جو ایجنڈا عوام کے سامنے رکھا تھا وہ تبدیل ہو گیا۔ جناب! اگر آپ دیکھیں کہ میاں نواز شریف کی بیوی کی دیار غیر میں موت واقع ہو جاتی ہے، وہ خود جیل میں چلے جاتے ہیں، بیٹی بھی جیل میں چلی جاتی ہے۔ آصف علی زرداری یعنی ساٹھ سال سے اوپر کے بندے کو آپ نے کیا سزا دی ہے۔ ان کی بہن رات بارہ بجے اٹھا کر پکڑ کر گھسیٹے ہوئے جیل میں لے جاتے ہیں۔ کیا وہ کہیں بھاگ رہی تھی؟ اسی طرح خاقان عباسی، اسی طرح باقی لوگ سعد رفیق اور جتنے لوگ تھے، یہ اس لئے کہ آپ نے balance بالکل یوں کر دیا ہے۔ اگر دونوں طرف balance ہوتا تو وہ بالکل برابر ہو جاتا۔ دونوں طرف balance نہیں رکھا اس لئے اس ایجنڈے کا نام سیاسی انتقام رکھا گیا۔ کیوں سیاسی طور پر ہم ان چیزوں کو لیتے ہیں، کیوں ہم مل بیٹھ کر ان چیزوں

\* "Words expunged as ordered by the Chairman."

کو طے نہیں کرتے؟ ہم نے جس وقت چاہا تھا کہ نیب کے قوانین بڑے غلط بنے ہیں، ان کو تبدیل کیا جائے۔ پیپلز پارٹی بھی on board تھی، پی ٹی آئی بھی on board تھی مگر اس وقت ہماری پارٹی نے اس چیز سے انکار کیا۔ میں ان سے کہتی ہوں کہ سدا کسی کی بادشاہی نہیں رہتی، بادشاہی ایک اللہ کی رہتی ہے دنیا میں اور پھر ہر ایک نے ہمارے سے جانا ہے۔ یہ سوچ لے کوئی یہاں پر نہیں رہے گا۔ آخر ایک دن ایسا آئے گا کہ آپ کی بھی جانے کی باری آئے گی اور آپ کے چاہنے والے اٹھ کر آپ کو لے جائیں گے، سیکنڈ بھی نہیں لگائیں گے۔

جناب! ہمارے سامنے نیوزی لینڈ کی ایک خوبصورت مثال ہے۔ وہاں کی وزیر اعظم نے کس خوبصورت طریقے سے مسلمانوں کے grievances اور ان کے احتجاج کو پورا ایک ماہ address کیا۔ وہ خود جا کر بیٹھ گئی، سکارف پہن لیا، عبا پہن لی، مسجد میں چلی گئی۔ آپ یقین کریں کہ میرے دل میں حسرت ہے میں نیوزی لینڈ جاؤں اور اس خاتون سے ضرور ملوں تاکہ میں اس سے کچھ سیکھ سکوں۔

جناب چیئر مین! مجھے یہ بتائیں کہ دنیا میں بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں، کیا کوئی چیز ایسی تھی جو لڑائی سے حل ہوئی۔ کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جو لڑائی سے حل ہو جائے۔ ہمیشہ چیزیں سمجھوتے، پیار اور محبت سے حل ہوتی ہیں۔ ضروری نہیں ہے کہ ہم کہیں کہ ہم اس وقت اقتدار میں ہیں اور ہم یہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ کل کوئی ایسا وقت بھی آئے گا کہ شاید ہم کچھ نہ کر سکیں۔ آپ اتنی گنجائش اور soft corner چھوڑیں کہ جب خدا نخواستہ، اللہ نہ کرے کہ کسی کی اپنی باری آئے تو ہم اس کے لئے چند اچھے الفاظ کہہ سکیں۔

جناب چیئر مین! بات ہو رہی ہے کہ ووٹ کو عزت دو۔ میں حلفیہ کہتی ہوں کہ نہ ووٹ کی عزت ہے اور نہ ووٹ دینے والے کی عزت ہے۔ دونوں چیزیں نہیں ہیں۔ اب سیاسی پارٹیاں ہیں، ہم چاہ رہے ہیں کہ ایک جمہوری سسٹم ہے جو derail نہ ہو۔ جمہوریت جیسی بھی ہے وہ قائم رہے تاکہ اگر ایک دفعہ یہ سسٹم collapse ہوتا ہے تو پھر اس کو بنانے کے لئے آٹھ نو سال کم ہوں گے۔

میں یہ جو بھی بات کر رہی ہوں یہ صرف اس وجہ سے کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ چیزوں سے بہت زیادہ نفرت کر کے لوگ دوسری طرف جانا چاہ رہے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ 2014 کا جو دھرناتھا، اس میں، میں خود جرگہ کی ممبر تھی۔ ہم لوگوں نے یہی کہا کہ ہم container پر جائیں گے، عمران

خان کو منائیں گے، تمام پارٹیاں جمہوریت کو بچانے کے لئے وزیراعظم کے ساتھ کھڑی ہوں گی۔ کیا بات ہے آج پارٹیاں وہاں نہیں کھڑی ہوتیں، کیوں نہیں کھڑی ہوتیں۔ بھی آپ کسی کو بلا کر تو دیکھو، کسی کے ساتھ مشورہ تو کر کے دیکھو۔ آپ جہاں بھی جاتے ہو ایک ہی بات کرتے ہو کہ سب کو لٹکا دو بھئی لٹکنے کی اپنی باری بھی آجائے گی۔ کیوں لٹکا دو سب کو، پاکستان کے رہنے والے لوگ ہیں۔ کیوں آپ ان کے شناختی کارڈ اٹھا کر پھینک رہے ہیں؟ پھر کہہ دیں کہ یہ پاکستانی نہیں ہیں۔ پھر کراچی میں جو اپنے آپ کو مہاجر کہلاتے ہیں ان کو بھی نکال دیں۔ پھر جو پنجابی سارے جو دوسرے پنجاب سے آئے ہیں ان کو بھی نکال دیں۔ ان کا بھی یہاں رہنے کا کیا حق ہے۔

جناب چیئرمین! حکومت وقت کے پاس بہت کچھ کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ آپ welfare کا کام کریں۔ یہ state welfare ہے۔ ہمیں ضرورت ہے۔ منگائی کا طوفان آپ نے دیکھا ہے کہ ٹائٹین سو روپے کلو ہیں۔ آپ دیکھیں کہ غریب کے لئے پیاز اور ٹماٹر ہی رہ گئے ہیں اور نان بانٹیوں نے ہڑتال کی ہوئی ہے کہ وہ بیس روپے کا نان نہیں بیچ سکتے۔ اگر کسی گھر میں چار افراد ہیں تو ایک ایک نان بھی کھائیں تو سو روپیہ کہیں بھی نہیں گیا۔

جناب چیئرمین! ملک میں بہتری کیسے آئے گی؟ سبزیاں تمام ہمارے ہاں اگتی ہیں، دالیں ساری ہمارے ہاں اگتی ہیں، گندم ہماری بہترین ہوتی ہے۔ چاول ہمارا بہترین ہوتا ہے جو انڈیا درآمد کر کے باہر بھیجتا ہے۔ اس میں کیوں کمی آئی ہے۔ یہ تو ان لوگوں سے پوچھنا چاہیے، جو مافیا ہاں بیٹھا ان چیزوں کو سنبھال رہا ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کو چھوٹی سی بات بتاتی ہوں۔ آپ نے دیکھا کہ آپ جس دکان پر جاؤ تو وہ پچیس روپے کا تھیلا پکڑا دیتا ہے۔ بڑی اچھی بات ہے کہ پلاسٹک کے بیگ نہ ہوں۔ اگر دیکھا جائے تو پلاسٹک کے بیگ کو دوبارہ raw-material میں ڈال کر یہ باقاعدہ سڑکوں پر بچھایا جاتا ہے اور اس کی مضبوط ترین سڑک بنتی ہے۔ کئی چیزیں اس سے بنتی ہیں۔ ہم نے ایک سسٹم لانے کی بجائے دوسرے سسٹم کو اپنے اوپر طاری کر لیا ہے۔ وہ جس کے بھی container ہیں، جو بھی یہ تھیلے بیچنا چاہ رہا ہے وہ ضرور نیچے مگر جس کا روزگار چلا گیا وہ کیا کرے۔ لاکھوں لوگ بے روزگار ہو گئے ہیں۔ آپ نے منگائی اتنی زیادہ کر دی ہے کہ لوگ اللہ کی پناہ مانگ رہے ہیں۔

جہاں تک بات ہے کہ ہمارے سامنے ایک دھڑنا ہے، مولانا فضل الرحمن صاحب کا ہمیں پہلے بھی احترام تھا اور ابھی بھی احترام ہے۔ میں آپ کی عادت تو بخوبی جانتی ہوں، اگر آپ اپنے ساتھ ایک اچھی ٹیم لے کر ہمیں اس بات کی یقین دہانی کرا دیں، آپ جائیں تو ایسی بات نہیں ہے کہ کوئی ان باتوں کو نہ مانے۔ جو بیٹھے ہوئے ہیں ان کو بھی پتا ہے، اس وقت جو وزیراعظم ہیں ان کو بھی پتا ہے، اس وقت جو باقی ادارے ہیں وہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ کیا ہونے جا رہا ہے۔ لوگوں کو مصیبت پڑی ہوئی ہے، آپ نے چار چار containers راستوں میں کھڑے کیے ہوئے ہیں۔ اب سمجھ میں نہیں آ رہا کہ بچوں کو سکول بھیجیں یا نہ بھیجیں۔ بھیجتے ہیں تو بچہ جس کی دونے چھٹی ہے وہ چار بجے گھر آ رہا ہے۔ ساڑھے سات سکول لگتا ہے اور پونے چھ بجے گھروں سے نکل رہے ہیں۔ اتنے containers راستوں میں کھڑے کر دیئے ہیں اور مزے کی بات ہے جدھر ان کو بٹھایا ہے سارے سکول ہی ادھر ہیں۔ کم از کم بٹھانے کے لئے تو کوئی اچھی جگہ دے دیتے۔ ایف نائن پارک دے دیتے کہ وہ وہاں پر بیٹھ جاتے۔ کم از کم لوگوں سے ذرا ایک طرف ہوتے۔

جہاں پر دھڑنا ہے، لوگ کیا بات کر رہے ہیں۔ یہی کہہ رہے ہیں ناں کہ نوکری سے چلا گیا، ڈاکٹر بے کار ہے، وکیل بے کار ہے، انجینئر بے کار ہے۔ وہ سارے لوگ اس کے اندر آ گئے۔ ہمیں چاہیے کہ ان تمام چیزوں کو address کریں۔ باتوں کو چھپانے اور گھمانے سے نہیں، بات کرنے سے ختم ہوتی ہے۔ بات دبانے سے نہیں، بات کرنے سے ہوتی ہے۔ ایسی بات نہیں ہے کہ کوئی شخص افلاطون ہے اور کوئی شخص کچھ نہیں جانتا۔ ہر ایک اپنے آپ کو افلاطون ہی سمجھتا ہے۔ اگر ہم تھوڑے سے نیچے ہو جائیں اور نیوزی لینڈ کی مثال لے لیں تو کوئی مشکل نہیں ہے۔ میں ایک اور بات کروں گی جو بڑی اہم ہے۔ بہت اچھی بات ہوئی کہ کرتار پور کا راستہ کھول دیا گیا۔ سکھ برادری کی ایک بہت بڑی خواہش پوری ہوئی۔ یہ کافی عرصے سے شروع تھا اور ابھی مکمل ہوا ہے۔ مگر سکھوں کے لئے تو یہ بہت اچھا ہوا، ہونا چاہیے تھا مگر راستے میں اقبال کہیں گم ہو گیا ہے۔ علامہ اقبال کو میں ڈھونڈ رہی ہوں کہ وہ کہاں گیا ہے۔

اگر یہ نونومبر کو رکھنا تھا تو پھر علامہ اقبال کی یاد میں کیا کچھ کیا؟ جس کے لئے ہم کہتے تھے خواب دیکھا تھا وہ خواب تو ویسے ہم نے چکنا چور کیا مگر اگر اس دن رکھنا تھا تو یہ خیال ضرور رکھنا تھا کہ تاریخ آگے پیچھے کر لیتے کہ علامہ اقبال کا نام جو زندہ تھا وہ زندہ اور پابندہ رہتا۔ شکریہ۔

جناب چیئر مین: شکریہ، سینیٹر سیمی ایزدی۔

**Senator Seemee Ezdi**

سینیٹر سیمی ایزدی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ چیئر مین صاحب! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے آج موقع دیا۔ اکثر تو میں انتظار ہی کرتی رہ جاتی ہوں اور وقت ختم ہو جاتا ہے۔ ایک ہفتے سے بہت بات ہو رہی ہے کہ ہماری حکومت کی طرف سے اپوزیشن کی پارٹیوں کے ممبران کی political victimization ہو رہی ہے۔ میں یاد کراتی جاؤں کہ یہ political victimization ہم نہیں کر رہے۔ یہ کیس ہم نے نہیں بنائے۔ یہ کیس پی پی پی پر ن لیگ نے بنائے تھے اور ن لیگ کے کیس پی پی پی کی حکومت میں بنے تھے۔ آپ نے یہ دیکھا ہو گا کہ زرداری صاحب نے گیارہ سال جیل میں گزارے اور وہ under detention تھے۔ اسی دوران ان کی زبان بھی کٹ گئی تھی۔ اس وقت ہماری حکومت نہیں تھی۔ میں یہ یاد کراتی جاؤں کہ ہماری حکومت میں یہ نہیں ہوا۔ کس کی حکومت تھی، یہ سب کو معلوم ہے۔ اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ نواز شریف صاحب کی حکومت کے دوران یہ ہوا کہ 11 million leaked Panama papers leak ہوئے۔ اس میں 214,00 offshore companies leak تھے جن میں سے ایک Firm Mossack Fonseca نے یہ leak کی تھیں، یہ ہم نے leak نہیں کی تھیں۔ اس میں نواز شریف کے تین بچوں کے نام آئے، یہ نام ہم نے نہیں ڈالا تھا، یہ ان ہی کی طرف سے آیا تھا۔ پھر نواز شریف پر money laundering کا کیس چلا، investigation ہوئی تھی، International Consortium of Investigative Journalists نے یہ leak کیا تھا۔ یہ money laundering کا کیس تھا۔ عدالت نے صرف یہ مانگا تھا کہ ان کی money trail دے دیں۔ آج تک وہ money trail نہیں ملی۔ اسی پر ان کو سزا ہوئی ہے کہ money trail نہیں دی گئی، جتنا عرصہ یہ cases چلتے رہے ہیں، عدالت پوچھتی رہی مگر آج تک money trail نہیں آئی۔

نواز شریف صاحب بیمار ہوئے ہیں تو جتنا ہم سے ہو سکتا ہے ہسپتال میں ان کی دیکھ بھال کی ہے۔ ہمارے doctors round the clock موجود رہے ہیں، ہم نے کراچی سے ڈاکٹر بلائے ہیں، Doctors کا Board بنا ہے، Board ہر روز میٹھتا تھا، ان سے اور ان کے ڈاکٹر

سے مشورہ کر کے ان کا علاج ہوتا تھا۔ وہ دو ہفتے ہسپتال میں رہنے کے بعد آج گھر چلے گئے ہیں، وہاں ان کا privately علاج ہو رہا ہے۔ ہماری طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔ ہماری وزیر صحت روزانہ وہاں جاتی تھیں، روزانہ ان کی طبیعت پوچھتی تھیں اور باہر آکر statement دیتی تھیں، سب کو بتاتی تھیں کہ آج ان کا کیا حال ہے۔

اس کے برعکس ہم نے 2013 کے elections میں دھاندلی کا الزام اُس وقت کی حکومت پر لگایا تھا۔ ہم نے صرف چار حلقوں کا نتیجہ کھولنے کا کہا تھا، چار حلقوں کا نتیجہ نہیں کھولا گیا۔ ہمارا fundamental right تھا یہ ہمیں یہ چار حلقے دیے جائیں۔ ہم نے چار حلقوں کا نتیجہ کھولنے کے لیے پورا سال تک ددو کی۔ ہم عدالت گئے ہیں، ہم الیکشن کمیشن آف پاکستان گئے ہیں، ہم نے پارلیمنٹ میں شور کیا ہے۔ اس کے بعد ہم نے street protest کیا، ہم سڑکوں پر نکل آئے۔ جون جولائی کی گرمی میں ہم ہر جگہ کو الیکشن کمیشن کے سامنے احتجاج کرتے تھے۔ ہماری خواتین بے ہوش ہو جاتی تھیں، سرچر اجاتے تھے مگر ہم احتجاج کرتے تھے۔ احتجاج اور تگ و دو کے بعد ایک سال کے بعد ہم نے دھرنا شروع کیا تھا۔ دھرنے میں ہمارے لیے رکاوٹیں ڈالی گئیں۔ ہم صبح لاہور سے چلے تھے، رات کے آٹھ بجے تک صرف داتا صاحب کے دربار تک پہنچے تھے۔ راستے میں containers رکھے گئے، ہمارا راستہ روکا گیا۔ ہم گجرانوالہ پہنچے تو ہم پر فائرنگ ہوئی۔ ہم دودن کی مسافت کے بعد رات کو اسلام آباد پہنچے تھے۔ پورا اسلام آباد containers سے بند تھا۔ یہ container رکھنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ وہاں پر ہم نے بڑی مشکل سے گزارا کیا۔ ہمارے youth نے کتنی مشکل سے container ہٹائے ہیں۔ ہمارے لوگوں کو پکڑا گیا تھا، جیلیں بھر دی گئی تھیں۔

ہم نے تو کسی کو نہیں پکڑا، مولانا صاحب آئے ہیں۔ ہم نے کسی طرح ان کے کام میں رکاوٹ نہیں ڈالی۔ ہم نے 106 دن کا دھرنا دیا۔ جس طرح ہم پر shelling ہوئی ہے، جس طرح سے ہمارے لوگ پکڑے گئے ہیں، کئی لوگ shelling میں مرے بھی ہیں، اس کو political victimization کہتے ہیں۔ ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ کیا ہم نے مولانا صاحب کو کہیں ایک جگہ بھی روکا ہے؟ ہم نے کسی بھی جگہ ان کے لیے رکاوٹ ڈالی ہے؟ ان کو جگہ دی ہے، وہ آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کی ہر طرح سے ہم خیال رکھ رہے ہیں۔ بارش ہوئی تو ہمارے وزیراعظم صاحب نے سی ڈی اے کے چیئرمین صاحب کو کہا کہ آپ جا کر ان کی دیکھ بال کریں۔ انہوں نے ان کو بستر میا کیے



ہیں، medical aid دی ہے۔ وہاں پر ہر وقت 6 ambulances کھڑی رہتی ہیں۔ ان کے لیے security کا انتظام ہے۔ ہم نے ان کو پانی دیا ہے، پانی کے 24 Tankers گھنٹے کھڑے رہتے ہیں کہ ان کو پانی کی کمی نہ ہو۔ بارش کے بعد سی ڈی اے کے workers نے ساری صفائی کی۔ انتظامیہ نے ان کو washrooms بھی بنا کر دیے ہیں۔ ہم نے بھی fundamental rights مانگے تھے، ہمیں نہیں ملے تھے۔ آپ کو یاد دلاؤں کہ ہم۔۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحب، تشریف رکھیں، بعد میں بات کریں۔ مولانا صاحب، مشتاق صاحب، تشریف رکھیں۔ جی سینیٹر صاحبہ۔

سینیٹر سیدی ایزدی: 2016 میں پرویز خٹک صاحب اپنا قافلہ لے کر آ رہے تھے، ان پر کس طرح سے shelling ہوئی تھی، shelling کی وجہ سے ہمارے دو کارکن مر گئے تھے۔ صوبائی سے آگے ہمیں آنے نہیں دیا گیا تھا، اس کو political victimization کہتے ہیں۔ یہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت تھی۔

2012 میں جب پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تھی، ہم وزیرستان جا رہے تھے، ہمارا peaceful protest تھا۔ ہم نے وہاں کچھ نہیں کرنا تھا، صرف جلسہ کرنا تھا۔ جس طرح ہمارے راستے میں containers رکھے گئے، جس طرح رکاوٹ ڈالی گئی، یہاں تک کہ ہمیں واپس موڑا گیا، آگے پولیس اور فوج کھڑی تھی۔ ہم وہاں سے مڑے اور finally ٹانک میں آکر جلسہ کیا، اس کو political victimization کہتے ہیں۔ یہ ہمارے ساتھ ہوا تھا۔

ہم نے ان کو کھلی چھٹی دی ہے کہ آئیں، یہاں بیٹھیں جو مرضی ہے کریں۔ صرف یہ کہ آپ نے red zone کی طرف نہیں جانا، وہ بہت بڑا security issue بنتا ہے۔ جس طرح ان کے لوگوں کے ہاتھوں میں ڈنڈے ہیں۔ ہم تو unarmed تھے، ہمارے پاس کوئی ڈنڈا نہیں تھا۔ اس لیے ان کو روکا گیا ہے۔

میں اپوزیشن سے درخواست کروں گی کہ ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ یہ ملک صرف ہمارا نہیں ہے، یہ ملک ہم سب کا ہے۔ ہم اکٹھے ہو کر اس کو آگے لے کر چلیں گے تو یہ ملک چلے گا۔ راستے میں ہر چیز کی رکاوٹ نہ ڈالیں، ہم بھی آپ کے ساتھ تعاون کریں گے۔ بہت شکریہ۔  
جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر مشاہد اللہ خان صاحب۔

#### **Senator Mushahid Ullah Khan**

سینیٹر مشاہد اللہ خان: نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔  
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ تقریر ہوتی ہے یا نہیں۔ کبھی آواز نکل آتی ہے، کبھی نہیں بھی نکلتی۔۔۔۔

جناب چیئرمین: اللہ آپ کو صحت دے۔ ہم آپ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ جی  
سینیٹر مشاہد اللہ خان: آمین، شکریہ۔ میں اصل میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس motion میں basic rights کی بات ہے، political victimization کی بات ہے، سابق سینیٹر حافظ حمد اللہ کے شہریت کی تسمیح ہوئی ہے، اس کا ایک مسئلہ ابھی تک موجود ہے۔ ان کو اگر relief ملا ہے، وہ عدالت سے ملا ہے، حکومت سے نہیں ملا ہے، اسے ہی victimization کہتے ہیں کہ ایک آدمی جب آپ کے خلاف بولتا ہے تو آپ اسے چھوٹی موٹی سزا نہیں دیتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک محب وطن آدمی کے لیے اس سے بڑی سزا، اور خاص طور پر اس شخص کے لیے ہو ہی نہیں سکتی کہ جو اس دھرتی میں پیدا ہوا ہو، جس کا بیٹا پاک فوج میں افسر ہو۔ آپ نے اس لیے کیا کہ وہ تلخ باتیں کرتا ہے، حالانکہ وہ دلیل سے باتیں کرتا ہے۔ اس کی دلیل کا آپ کے پاس جواب نہیں ہے تو آپ نے یہ کیا۔ اس کو کیا کہیں گے، اس پر کوئی بات کرنے کو تیار نہیں۔ کیا یہ victimization نہیں ہے؟ کیا اس کے basic rights اور fundamental rights کو آپ نے compromise نہیں کیا؟ آپ نے اس کو کیوں سزا دی ہے، کس بات کی سزا دی ہے؟ یہ اور کس نے دی ہے، اگر آپ نے نہیں دی؟ یہ بات تو کہہ دینا بڑا آسان ہے کہ جناب! ہم نے یہ کیا تھا، وہ کیا تھا۔ آپ کا وزیر اعظم صرف یہ اعلان کر دے کہ جس طرح سے میں نے دھرنا کیا تھا، اگر اس طرح دھرنا کرنے کی اجازت ہے تو آپ کو پتالگ جائے گا۔ آپ نے جو کچھ بھی کیا تھا، آپ نے کیا تھا؟ آپ نے PTV پر حملہ کیا تھا، آپ کے پاس masks موجود تھے، آپ کے پاس Cranes موجود تھیں، آپ

کے پاس cutter موجود تھے اور آپ کے پاس Kalashnikov موجود تھیں، سب کی videos موجود ہیں۔ آپ نے اس Parliament پر لعنت بھیجی ہے، آپ نے Parliament کے gates کو توڑا ہے، آپ نے جمہوریت کی قبر بنائی ہے پھر آپ معصوم بنے ہیں واہ، واہ، واہ کہ جناب ہم نے یہ نہیں کرنا وہ نہیں کرنا، آپ کون ہوتے ہیں کہ یہ نہیں کرنا یا وہ نہیں کرنا۔ کیا آپ اس وقت یہ باتیں بھول گئے تھے کہ چائینہ کا صدر CPEC کے معاہدے کے لیے آرہا ہے اور Chinese Ambassador آپ کو request کر رہا تھا کہ ایک ہفتے کے لیے آپ دھرنے کو معطل کر دیں، آپ نے نہیں کیا اور آپ نے ہزاروں ارب کا نقصان پہنچا دیا اور آپ آج معصوم بن رہے ہیں۔ جناب آج تو دنیا دنگ رہ گئی ہے یہ جو دھرنہ ہے اور 2014 کا جو دھرنہ تھا ان میں کوئی مماثلت ہے؟ یہ جو Urban class کے لوگ ہیں، جو اپنے آپ کو بڑا تہذیب یافتہ سمجھتے ہیں، ان کی تہذیب تو لوگوں نے دیکھی تھی ہر صبح CDA کے لوگ جو گندا اٹھایا کرتے تھے ہم نے وہ ساری تہذیب دیکھی اور جن لوگوں کے بارے میں آپ کہتے ہیں یہ مدرسوں میں پڑھنے والے ان پڑھ اور جاہل ہیں، ان جاہلوں نے آپ کو ایسا سبق دیا ہے کہ رہتی دنیا تک قائم رہے گا، ان کے پاس جھاڑو بھی نہیں وہ درختوں کی ٹہنیوں سے صفائی کرتے ہیں آپ کے پاس تو ان کی نسبت 5% لوگ بھی نہیں تھے، یہاں پر اتنی بڑی تعداد میں لوگ آئے ہیں جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔ آپ نے اسلام آباد کے ہر ہوٹل کو یہ directions دی کہ ان کو کہیں کمرہ نہیں دینا، یہ لکھا ہوا record پر موجود ہے آپ نے ہسپتال کو یہ کہا ہے کہ ان کا علاج نہیں کرنا، اس کا بھی notification موجود ہے۔ آپ یہ کیا بات کر رہے ہیں، کیا انہوں نے سوئی گیس اور بجلی کے بل جلانے ہیں؟ کیا Overseas Pakistanis کو کہا ہے کہ حوالے (ہنڈی) سے پیسے بھیجو؟ money trail مانگ رہے ہیں، money trail مانگنی ہے تو جہانگیر ترین سے مانگیں جس کے پاس 90s میں کچھ نہیں تھا اور آپ کون ہوتے ہیں مانگنے والے؟ چار حلقے، چار حلقے کھلے تھے ان میں سے آپ تین میں ہارے ہیں، بات کرتے وقت آپ کو پتا نہیں لگتا آپ کیا بات کر رہے ہیں۔ آپ پر اتنے cases بنے، آپ نے کسی کو پکڑ کر جیلوں میں ڈالا؟ پتا نہیں کونسے لوگ مر گئے ہیں کیا ہو گیا ہے۔ آپ کو پتا ہے، آپ کا مقابلہ کن لوگوں سے ہے؟ آپ کا مقابلہ محمد نواز شریف اور اس کی بیٹی سے ہے کہ جس کے بارے میں پہلے سے یہ طے کیا گیا کہ الیکشن اس وقت ہوں گے جب نواز شریف صاحب جیل میں ہوگا۔ دیکھیں یہ کتنے ہمارے لوگ ہیں کہ پہلے نواز شریف اور اس

کی بیٹی کو جیل میں ڈالو تو ہم اس کے بعد الیکشن لڑیں گے، پھر ہم پہلوان ہیں، ہم چوڑے بازار سوڑے۔ اس کے بعد کیا ہوا؟ آپ کا مقابلہ اس شخص سے ہے جو دس سال سزا کاٹنے کے لیے اپنی اہلیہ کو ایڑیاں رگڑتے چھوڑ کر اور اپنی بیٹی کا ہاتھ پکڑ کر اڈیالا جیل چلا جاتا ہے اور جیل کی کال کو ٹھڑی اور جیل کی سلاخوں کو چوم لیتا ہے اور دوسری طرف والے جو مقابلے پر ہیں وہ اپنی بہنوں کو اکیلا چھوڑ کر دیوار ٹاپ کر بھاگ جاتے ہیں، آپ کیسے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ شورش کا شمیری مرحوم نے کہا، "ٹوٹ تو سکتا ہوں، لیکن میں لچک سکتا نہیں۔"

نواز شریف صاحب کو توڑنے کی کوشش تو اب تک کر رہے ہیں، ابھی بھی باز نہیں آرہے ہیں، اس کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا ہے، platelets میرے بھی اچھے بھلے کم ہیں، مجھے ساری سائنس کا پتا ہے یہ وقت آنے پر پتالگے گا کہ کون کون ملوث ہیں اور وہ بچ نہیں سکتے، ایک تو اللہ کی پکڑ ہے اصل پکڑ تو وہی ہے انسانوں کی بھی پکڑ ہوتی ہے اور اس کو مرنے سے پہلے پتالگتا ہے کہ اس نے کیا کیا ہے۔ اگر نواز شریف سے مقابلہ کرنا ہے تو کریں، اس کا کیا کر لیا؟ آپ نے اس کو جیل میں بھیج دیا۔ شورش کا شمیری نے ایک اور 'پس دیوار زنداں' میں لکھا ہے، انہیں بھی بڑے جیلوں میں بھیجا جاتا تھا۔ وہ یہ کہتا ہے، 'مجھے تمہاری جیلوں سے، جیل کی سلاخوں سے، تمہاری زنجیروں سے، تمہاری ہتھکڑیوں سے، جیل کی کال کو ٹھڑیوں سے اتنا ہی پیار ہوگا، جتنا کسی تما بین کو تیلے کی تھاپ اور طوائف کے گھنگروں کی جھنکار سے ہوا کرتا ہے۔'

یہ دیواریں ٹاپ کر بھاگنے والے کہتے ہیں کہ یہ بڑی جدوجہد ہے، بائیس سالہ جدوجہد، کسی نے دو منٹ کی بھی جیل نہیں کاٹی، یہ جدوجہد ہے۔ اتنے لوگوں کے خلاف، cases کیا آج ان پر cases نہیں ہیں؟ FPM کے خلاف، میں ان کو selected نہیں کہتا یہ لوگ برامانتے ہیں، میں FPM (Fingered Prime Minister) کہتا ہوں۔ کیا آپ کے خلاف ابھی cases نہیں ہیں؟ نواز شریف تو ناکردہ گناہوں کی سزا کاٹ رہا ہے اس نے اور اس کی بیٹی نے ووٹ کو عزت دو کا نعرہ لگایا ہے اور بہادری سے لگایا ہے، بلوں میں نہیں گسے دیواریں نہیں ٹاپیں، اپنے cases ہیں۔ پہلے کہتے تھے کہ money trail دے دو، آپ کے جو Election Commission میں accounts ہیں پہلے ان کا تو money trail دے دو تو پتا لگ جائے گا۔ آپ کہتے ہیں شوکت خانم بنایا، آپ نے شوکت خانم بھی نہیں بنایا، آپ نے شوکت خانم کیسے بنایا؟ آپ شوکت خانم کے مامے کیوں

بننے ہیں؟ شوکت خانم hospital کے لیے زمین نواز شرف دیتا ہے، 1989 میں نواز شریف پچاس کروڑ دیتا ہے، machinery کی duty نواز شریف معاف کرتا ہے، آپ اس کا board بنا کر اپنے سارے Cronies اور اپنے دوستوں کو board کا ممبر بنا کر چھ لاکھ روپے تنخواہیں دیتے ہیں، اپنے پورے خاندان کو بھرتی کرتے ہیں اور اپنی بہنوں کو بھرتی کرتے ہیں، ان بہنوں کو جن کے پاس سے 107 ارب روپے declared نکل چکا ہے، ان سے کوئی money trail مانگنے کو تیار نہیں ہے۔ وہ money نہیں ہے لیکن وقت money trail مانگے گا اور ایسا ننگا کرے گا۔ مولانا فضل الرحمان نے پہلا round تو جیت لیا ہے، 27 کو جب وہ چلا تھا اور یہ کہہ رہے تھے، یہاں Convention Centre میں کیا نعرے لگ رہے تھے؟ ان کو تو پتا ہی نہیں ہے کہ تمیز کیا ہوتی ہے، فضیلت کیا ہوتی ہے اور طریقت کیا ہوتی ہے لوگوں سے ایسے بات کرتے ہیں؟ آپ لاکھوں لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں، وہ اپنے مطالبات کے لیے لٹکے ہیں، آپ ان کا مطالبہ سننے کو تیار نہیں ہیں، آپ ان کے leader کی بے عزتی کرتے ہیں، ایک عالم دین کی بے عزتی کرتے ہیں جس کا پورا خانوادہ عالموں پر بحث کرتا ہے اس کو گالی بکتے ہیں اور جب وہ آتا ہے تو آپ کی ٹانگیں کاپنی شروع ہو جاتی ہیں پھر آپ لوگوں کو بھیجتے ہیں، کیوں بھیجتے ہیں جب آپ اس کو گالی دے رہے تھے، مت بھیجیں نا۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کو سوچنا چاہیے کہ یہ کیوں ہو رہا ہے، میں گھر میں بیٹھ کر روزانہ تقریریں سنتا ہوں یہ جو کہتے ہیں election میں دھاندلی ہوئی ہے، دھاندلی نہیں ہوئی۔ یہ سارا دھرناد دھاندلی کے خلاف ہے نا، دیکھیں دھاندلی تھوڑی بہت ہر election میں ہوتی تھی اور لوگ شور شرابا کر کے قبول کر لیا کرتے تھے، یہ دھاندلی نہیں ہوئی یہ نتائج کو تبدیل کیا گیا ہے۔ میں ذمہ داری سے بات کر رہا ہوں، میں دو دلیلیں دوں گا، ایسے بات نہیں کروں گا اگر نتائج تبدیل نہ کیے گئے ہوتے تو یہ حکومت اس کو defend کرتی کہ دھاندلی نہیں ہوئی، اس کے یہ ثبوت ہیں، وہ ثبوت ہیں آج تک کسی نے کوئی ثبوت دیا ہے؟ میں آپ کو ثبوت دیتا ہوں کس طرح سے نتائج تبدیل کیے گئے ہیں، social media پر موجود ہے، آپ نے ہر polling station پر CCTV کیمرے لگائے تھے اور اس CCTV پر security اہلکار کیا کرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں؟ ساری social media پر موجود ہیں آپ ان کو کیوں نہیں defend کرتے کہ نہیں وہ یہ نہیں ہیں انہوں نے غلط طریقے سے وریاں پہنی ہوئی ہیں۔ اس دن RTS system کیوں fail ہوا تھا، آپ اس بات کو کیوں نہیں defend

کرتے؟ آپ کی 25 seats نہیں ہیں اس لیے کہ آپ نے اپنے مقابل اور اس کی بیٹی کو جیل میں ڈالا تو پاکستان کی عوام نے ایک تاریخی فیصلہ کر لیا۔ آپ نے اس کے باوجود کہ نواز شریف اور مریم کو جیل میں ڈالا، ان کے لوگوں کے ساتھ زیادتی کی اور لوگوں کو وفاداریاں تبدیل کرنے پر مجبور کیا اس کے باوجود بھی لوگوں نے PML (N) کو ووٹ ڈالا یا دیگر پارٹیوں کو ڈالا۔ وہ بار بار جتے، اب میں اس کو کیا کہوں، اس کے بارے میں منہ سے کوئی اچھے الفاظ نہیں نکلتے۔ اس نے جو تباہ و برباد کیا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا بھی حساب کتاب ہونا ہے لیکن یہ سارے اس کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ پانامہ آیا ہے۔ کیا پانامہ آیا ہے؟ پانامہ میں کون سا نواز شریف کا نام ہے۔ ایک طرف تو بڑے بہادر بننے ہیں اور ساتھ ہی بزدل بن جاتے ہیں۔ ایک طرف کہتے ہیں کہ نہیں چھوڑیں گے، اچھا بھائی نہ چھوڑو، بڑی بہادری کی بات ہے۔ اسی طرح کہتے ہیں کہ case ہم نے نہیں بنایا۔ مجھے بتائیں کہ پانامہ میں مدعی کون تھا۔ آپ لوگ مدعی تھے۔ وہ جھوٹا case تھا۔ اس میں نواز شریف کا نام نہیں تھا۔ چار سو چھپن لوگوں کا نام تھا۔ آپ نے کہا تھا کہ ہم چار سو چھپن کے خلاف عدالتوں میں جائیں گے آپ کسی ایک کے خلاف اس لیے نہیں گئے کہ چار سو چھپن میں سے آدھے سے زیادہ آج بھی PTI میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک ایک آدمی کی وہاں چونتیس، چونتیس کمپنیاں ہیں۔ آپ defend نہیں کر رہے۔ آپ ہی نے کہا تھا کہ ہم انگلی پر بیٹھ کر آئیں گے ہم نے تو نہیں کہا تھا اور وہ انگلی نظر آرہی تھی۔ اندھوں کو بھی وہ انگلی نظر آرہی تھی جس کے اوپر بیٹھ کر آپ اقتدار میں آئے ہیں۔ آپ کے پاس اگر umpire کی انگلی ہے تو ہمارے پاس مولانا فضل الرحمن کا انگوٹھا ہے، اب تمہیں لگ پتا جائے گا۔ وہ کہتے ہیں ناں کہ:

یزیدیت کے سیاسی گماشتے تاحال  
 لیے ہوئے ہیں۔ ہاں پرچم عدو حسین  
 چھری حسین کی گردن پر پھیرنے والے  
 بنے ہوئے ہیں نگہبان آبروئے حسین  
 عجیب عجیب بات کرتے ہیں۔ مدینے کی ریاست کی باتیں کرتے ہیں۔ مدینے کی ریاست سے  
 آپ کا کیا تعلق ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئر مین: شعر تو ابھی سن لیا ہے۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: شعر بھی آجائے گا۔ یہ مدینے کی ریاست کی بات کرتے ہیں تو شعر یہ ہے کہ:

پھر کسی کرب و بلا کے لیے آمادہ ہیں  
چادر مادرِ حسنین چرانے والے  
میں جو چاہوں تو بھرم کھول کے رکھ دوں ان کا  
کیا سمجھتے ہیں مصلوں کو چرانے والے

یہ مصلوں کو چرانے والے ریاست مدینے کی بات کیسے کر سکتے ہیں ان کو پتا ہے کہ مدینہ کیا تھا؟ یثرب کیا تھا؟ یہ مولانا فضل الرحمن سے مقابلہ کرنے آئے ہیں۔ ابھی اس نے جو تھوڑی سی ڈھبری tight کرنی ہے نا اب آپ دیکھتے رہیں۔ پاکستان کے عوام مولانا فضل الرحمن کے ساتھ ہیں۔ ساری سیاسی جماعتیں، متحدہ اپوزیشن مولانا فضل الرحمن کی ذات کے ساتھ نہیں ہے اس نے جو الم بلند کیا ہے اور وہ الم کیا ہے؟ اس نے کہا کہ آئین کی حرمت کو بحال کرو۔ اس نے کہا ہے کہ قانون کو بالادست کرو۔

لیے جو پھرتے ہیں تمغہ فن

رہے ہیں جو ہم خیال رہزن

ہماری آزادیوں کے دشمن

ہماری کیار ہبری کریں گے

وہ کہتا ہے کہ ہماری آزادیوں کے دشمن اب نہ بنو۔ ہم نے دھاندلیاں برداشت کر لیں لیکن نتائج کو تبدیل کرنا برداشت نہیں کریں گے۔ آپ دیکھیں میں نے نکتہ دیا ہے کہ انہوں نے آج تک defend نہیں کیا کیس مار کر بیٹھے ہوئے جیسے گونگی نہیں مسکراتی۔ انہیں پتا ہے کہ انہوں نے کیا کیا ہے۔ کوئی الیکشن نہیں ہے، یہ ساری زندگی الیکشن جیت ہی نہیں سکتے۔ ان کے اندر اتنی ہمت نہیں ہے۔ پاکستان کے عوام اور پھر جو انہوں نے مدینے کے نام پر پاکستان کے عوام کا جو حشر کیا ہے۔ ماضی کی 72 سال کی پاکستان کی تاریخ چھوڑیں، دنیا میں کبھی ایسا نہیں ہوا جس طریقے سے انہوں نے رلایا ہے۔ کہتے ہیں کہ جناب U-turn لینے والا بہت بڑا لیڈر ہوتا ہے۔ یہ عمران خان ہیں ویسے بڑے visionary آدمی اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ ان کا vision بڑے کمال کا ہے لیکن ان کے vision کے ساتھ ایک مسئلہ ہے۔ ان کا vision بھی U-turn لیتا ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے 1972 میں راشن ڈپو

بنائے، راشن کارڈ دیے۔ میں خود ان راشن کارڈ سے آٹا اور چینی لینے جاتا تھا۔ ان کا vision پینتالیس سال پہلے کا سوچ رہا ہے۔ ماشاء اللہ کیا اعلیٰ visionary شخصیت ہے۔ مطلب یہ کہ vision پر بھی U-turn لے لیا بھائی کوئی آگے کی بات کرو۔ کوئی ایسا فیصلہ کرو جس کے آج بھی اور کل کو بھی اثرات مرتب ہوں اور پچاس سال تک اس کے اثرات رہیں۔ جو کام ذوالفقار علی بھٹو پچاس سال پہلے کر کے گئے وہ آپ کر کے اپنے vision کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور احساس پروگرام بھی ہے۔ میں کشمیر کی بات کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: سینیٹر مشاہد اللہ خان صاحب کشمیر کا ایجنڈا کل لائیں گے، بڑی مہربانی۔  
 سینیٹر مشاہد اللہ خان: کل لائیں گے۔ جناب کتنا وقت ہوا ہے۔  
 جناب چیئرمین: اٹھارہ منٹ ہو گئے ہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: دو منٹ اور دے دیں میں ختم کر دوں گا۔ میری ویسے بھی باتیں تیس منٹ کی تقریر ہوتی ہے، مجھے یاد ہے۔ یہ سارے میرے بھائی ہیں۔ میرے دل میں ان کے خلاف کوئی بغض، دشمنی اور کچھ بھی نہیں ہے۔ جنہوں نے اربوں روپے اکٹھے کر لیے ہیں وہ تو نہیں لیکن باقی جو اپنی محنت کر کے کمائی کر رہے ہیں چاہے وہ اربوں یا کروڑوں کر رہے ہیں انہیں سب پتا ہے کہ اس ملک کے ساتھ کتنا برا سلوک کیا گیا ہے، اس ملک کے ساتھ ہوا کیا ہے۔

آج تین دن ہو گئے کہ جس آدمی کے 2000 platelets ہیں اور یہ اللہ کا معجزہ ہے کہ نواز شریف کی جان بچ گئی ہے۔ اللہ جانے ان کے ساتھ انہوں نے کیا کیا ہے۔ 2000 platelets پر کبھی کوئی بندہ survive کر ہی نہیں سکتا اور ایسے حالات میں جب صرف platelets گر رہے ہیں۔ جس وقت 2000 platelets تھے ان کا blood pressure اور شوگر سب ٹھیک تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ platelets کو hit کیا گیا ہے۔ وہ ان سے کیا کرتا ہے، کیا مانگتا ہے۔ وہ تو یہی کہتا ہے جو فیض صاحب نے کہا کہ:

ہاں جاں کے زیاں کی ہم کو بھی تشویش ہے لیکن کیا کیجیے

ہر راہ جو ادھر کو جاتی ہے مقتل سے گزر کر جاتی ہے

لیکن یہ کہہ انہیں رہا ہے جن کے لیے حبیب جالب نے کہا کہ:

حکمران ہو گئے کمینے لوگ



خاک میں مل گئے نکلنے لوگ  
 ہر محب وطن ذلیل ہوا  
 رات کا فاصلہ طویل ہوا  
 اور بے حیائی کو جس نے اپنایا  
 یہ مدینے کی ریاست کا نام لے کر کہتے ہیں۔

بے حیائی کو جس نے اپنایا  
 وہی عزت مآب کھلایا  
 آمروں کے جو گیت گاتے رہے  
 وہی انعام و داد پاتے رہے  
 آج بھی آمروں کے گیت گارہے ہیں اور اپنی تقریروں میں کہتے ہیں میں بات نہیں کرنا چاہتا۔  
 آمروں کے جو گیت گاتے رہے  
 وہی انعام و داد پاتے رہے  
 راہزنوں نے جو راہزنی کی تھی  
 رہبروں نے بھی کیا کمی کی تھی

جناب چیئر مین! آخر میں صرف یہی کہوں گا کہ نواز شریف سے آپ ضرور لڑیں، اس کی  
 ذات سے بے شک لڑیں، اس کے platelets کو hit کریں، اس کی صحت کو hit کریں لیکن آپ اس  
 کے نظریے سے نہیں لڑ سکتے۔ اس کے نظریے سے اس لیے نہیں لڑ سکتے کیونکہ وہ آفاقی نظریہ ہے۔ اس  
 نے عزیمت کا راستہ اختیار کیا ہے۔ اس نے تو یہی کہا ہے اس حکومت کو کہ:  
 آج تم مجھ سے میری جنس گراں مانگتے ہو  
 حلف زین و وفاداری جاں مانگتے ہو  
 جاؤ یہ چیز کسی مدحت سرا سے مانگو  
 طائفے والوں سے ڈھولک کی صدا سے مانگو  
 اپنے دربان سے بدتر فقراء سے مانگو  
 مفتی عبدالقوی سے مانگو اور اپنے دربار کے گونگے شعرا سے مانگو۔

مجھ سے پوچھو گے تو خنجر سے عدد بولے گا  
گردنیں کاٹ بھی دو گے تو لہو بولے گا۔

وما علینا الا بلاغ۔

جناب چیئر مین: شکریہ، سینیٹر مشاہد اللہ خان صاحب۔ سینیٹر قراۃ العین مری صاحبہ۔

### **Senator Quratulain Marri**

سینیٹر قراۃ العین مری: شکریہ، جناب چیئر مین! یہ حکومت دعوے تو بہت بڑے بڑے کرتی ہے کہ ہم political victimization نہیں کرتے۔ حکومتی اراکین کو یہ بھی لگتا ہے کہ کنٹینر لگانا political victimization ہوتی ہے۔ نہیں، کنٹینر لگانا political victimization نہیں ہوتی۔ Political victimization ہوتی ہے جب آپ ایک آدمی کو جو کہ کورٹ جا رہا ہے اور ہر پیشی پر جا رہا ہے۔ جس پر کچھ ثابت نہیں ہوا اور کوئی conviction نہیں ہے اس کو آپ چھ ماہ تک جیل میں رکھتے ہیں۔ اس کو ڈاکٹروں سے نہیں ملنے دیتے۔ اپنے بچوں سے نہیں ملنے دیتے۔ اس کی medical reports کو چھپاتے ہیں۔ اس پر جو اربوں کے دعوے کرتے ہیں اس کو لاکر پھر ڈیڑھ کروڑ کا case بتاتے ہیں یہ political victimization ہوتی ہے۔ President Zardari Sahib کے ساتھ اس وقت جو یہ حکومت کر رہی ہے not allowing him doctors access, not allowing him children diabetic access, not allowing him medical care. patient ہیں۔ ان کو انسولین کے لیے فریج نہیں دیا گیا۔ اس کو political victimization کہتے ہیں۔ وہ بڑی political victimization برداشت کر چکے ہیں۔ جو حکومتی اراکین نے خود تسلیم کیا ہے۔ ان کی تو جیل میں زبان بھی کٹ گئی تھی۔ وہ ان cases میں exonerate ہوئے، وہ اس مرتبہ بھی ہوں گے لیکن یہ حکومت جو اتنے بڑے بڑے دعوے کرتی ہے، وہ صرف تین، چار سوالوں کے جواب دے۔ ایسی کیا وجہ تھی کہ عید سے پہلے فریال تالپور صاحبہ کو رات ایک بجے ہسپتال سے جیل لے جایا گیا یعنی ایسا کون سا terrorist act ہو رہا تھا؟ کیا وجہ ہے کہ ایک reference جس میں ہر بندہ جیل میں ہے لیکن اس میں نامزد حسنین مرزا بھی تک نہیں پکڑا گیا؟ Why is he not in jail? وہی reference ہے لیکن اس کے سوا سارے لوگ جن

کے نام ہیں، وہ جیل میں ہیں، حکومت اس کا جواب دے۔ حکومت یہ بھی بتا دے کہ زرداری صاحب کو کس وجہ سے پکڑا گیا؟

ہم اس بارے میں بات نہیں کرتے کہ سپریم کورٹ نے یہ case کیسے اٹھایا، it was an intra-banking case اور سپریم کورٹ نے اس کو human rights کا case بتا دیا اور وہ چیف جسٹس صاحب جو اس حکومت کے بہت favorite تھے، انہوں نے 28 دنوں میں یہ بھی فیصلہ کر دیا کہ یہ case سست روی کا شکار ہے۔ ایک مہینہ بھی نہیں گزرا تھا لیکن ان کو سست روی نظر آگئی۔ آپ یہ بات بھی چھوڑیں، اس وقت یہ بتائیں کہ وہ شخص who is not convicted, what is he doing in jail for the past six months? Why is he not given access... جناب چیئر مین! اگر آپ کی توجہ ہو تو بہت اچھا ہو گا۔

جناب چیئر مین: میری توجہ آپ کی طرف ہے، آپ پلیز بات کریں۔  
سینیٹر قراۃ العین مری: آپ multi-tasking بہت اچھی کر لیتے ہیں but I will still appreciate it, thank you. وہ شخص اس وقت کس وجہ سے victimize ہو رہا ہے؟ If it is not victimization, then everyone should be treated equally. ان کے GDA کے MPA جن کی والدہ وزیر ہیں، وہ reference میں شامل ہیں، ان کو بھی پکڑ کر جیل میں ڈالیں۔ اگر واقعی political victimization نہیں ہے تو پھر جن کے بھی NAB cases میں ہیں، پرویز خٹک صاحب اور خود وزیراعظم صاحب پر بھی case ہے تو ان کو بھی جیل میں ڈالیں یعنی اگر سب نے conviction سے پہلے ہی جیل میں جانا ہے تو پھر If justice is blind, then it should be blind for everyone. Thank you.  
جناب چیئر مین: سینیٹر محمد جاوید عباسی صاحب، سینیٹر اے۔ رحمن ملک صاحب، آپ تیار ہیں، بسم اللہ کریں۔

#### **Senator Abdul Rehman Malik**

سینیٹر اے۔ رحمن ملک: جناب چیئر مین! شکریہ۔ میں جب سے اس ایوان میں ہوں اور جب سے آپ ماشاء اللہ چیئر مین سینیٹ ہیں، آپ نے مجھے پہلی مرتبہ volunteer basis پر floor دیا ہے، جس کا میں شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب، بڑی مہربانی لیکن آپ کو کئی مرتبہ floor دیا ہے۔

سینیٹر اے۔ رحمن ملک: جناب چیئرمین! Political victimization and

accountability میں بہت thin difference ہے۔ جس طرف قوم چل پڑی ہے، چلی ہوئی تھی یا چل رہی ہے، میں نے جو حکومتیں دیکھی ہیں، blame game کو ایک طرف رکھتے ہوئے یہ کہوں گا کہ حکومت صرف اس لیے کی جائے یا govern کرنے کا tool یہ بنایا جائے کہ opponent کو victimize کرو، اس کو corrupt ثابت کرو اور اپنے آپ کو اچھا ثابت کرو۔ جناب! politicians reformer ہوتے ہیں۔ Politicians are not only the representatives of the people but they also see the future. If you continue to do like that what you are doing today, the time is coming election میں ہمارے پاس victimization کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

With my humble submission ہمارے دوستوں نے کہا کہ ان کے

بندوں کو جیل میں ڈال دو، میں کہتا ہوں ان کو بھی نہ ڈالو بلکہ سب کو باہر نکالو۔ قانون ہر چیز کو cover کیے ہوئے ہے، میں آپ سے یہی سوال کرتا ہوں کہ ایک بندہ unopposed President elect ہوتا ہے، وزیراعظم یا وزیر بنتا ہے تو وہ حکومت کا کام کر رہا ہوتا ہے اور rules and regulations کے تحت چل رہا ہوتا ہے، ہو سکتا ہے، اس سے کوئی غلطی ہو جائے، میں یہ نہیں کہتا کہ accountability نہ کی جائے لیکن آپ اس انداز سے accountability نہ کریں کہ جو favorite ہو، اس کو جیل سے باہر رکھو، جو تکلیف دے رہا ہے، اس کو جیل کے اندر رکھو، یہ نہ کرو۔

اگر ایوان میں بیٹھے ہوئے میرے دوسرے دوست بھی متفق ہوں تو میں ایک تجویز دوں

گا۔ پاکستان میں آج تک جتنے بھی Presidents, Prime Ministers, Ministers, Speakers, Chairmen, Deputy Chairmen, Deputy Speakers اور اس level کے لوگ ہیں، جناب! اگر corruption ہے تو آپ ان کے خلاف case register کریں لیکن ان کو arrest نہ کریں اور immunity دیں۔ اگر حکومت میں رہتے ہوئے اس بندے کو immunity ہے تو حکومت سے باہر کیوں immunity نہیں دی جاتی؟

اس وقت اس کو اس کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے کیونکہ ان کے پاس نہ security ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی facility ہوتی ہے۔ He had served the country for five or ten years and later on it is very humiliation اس کی کرتے ہیں جو highest unfair. میرا خیال ہے کہ ہمارے ہاں کوئی bill پیش ہونا چاہیے کہ وہ لوگ جو portfolio پر رہے ہیں، ان کے خلاف کوئی شکایت آتی ہے تو enquiry کریں اور case بھی register کریں لیکن جب تک وہ convict نہیں ہو جاتا arrest نہ کریں۔ For God's sake, let us have a difference between a convicted and an accused. ہمیں ایک ملزم اور مجرم میں فرق کرنا چاہیے۔ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ at this point of time سب سے زیادہ victimization پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کی ہو رہی ہے۔ دو instances ہیں، according to my personal information آصف علی زرداری صاحب بہت بیمار ہیں۔ اگر ان کی health report دیکھ لیں، یہ چونکہ federation کا حصہ ہے اور یہ Ministry of Interior کے under آتا ہے کہ وہ jail manual کی revision and reform کرے۔

ایک واقعہ ہوا تھا جس میں جیل میں assault ہوا تھا اور کافی لوگوں نے ایک بچے کے ساتھ زیادتی کی تھی۔ وہ اس ایوان سے refer ہوا تھا اور میں یہ دیکھ رہا تھا کہ jail manual میں کہاں کہاں پر violations ہوتی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ وہاں جیل میں جو لوگ بیمار پڑے ہوتے ہیں، وہ پڑے رہتے ہیں، ان کا کوئی سننے والا نہیں ہوتا۔ اگر Jail Superintendent اپنی صوابدید استعمال کرتے ہوئے ان بیمار لوگوں کو ہسپتال میں لے جائے تو شاید ہماں تک موقع نہ ملتا۔ ہم آصف علی زرداری صاحب کی حالت دیکھ دیکھ کر چیختے رہے کہ آپ ان کو ہسپتال لے کر جائیں لیکن ان کو ہسپتال نہیں لے جایا گیا۔

جناب! آپ کے notice میں ہے، میں نے IG, Punjab, Home Secretary and Superintendent Jail کو کون سی authority روک رہی ہے کہ آپ ان کو ان کا بنیادی حق نہیں دے رہے؟ ان کو ہسپتال میں لایا گیا اور ان کی report آئی، I after discussing with some doctors

rejected that report. میں نے کہا یہ رپورٹ نہیں ہے، ان کو واپس لے کر آئیں اور ان کا sugar level, heart condition دیکھیں۔ اس وقت ان کی diabetes situation worst ہے، ان کو stunt پڑنے والے ہیں۔ وہ جس انداز سے deteriorate ہو رہے ہیں، جناب! آپ ان کو TV پر دیکھ لیں، ہم تو پاس سے دیکھتے ہیں، اس جیل اور victimization نے وہ ہشاش بشاش چہرہ اتنا سا کر دیا ہے۔ آپ، مجھے اور میرے سارے leaders and workers کو بھی دکھ ہوگا۔

دیکھیں، یہ circle ہے، آج چل رہا ہے تو کل کوئی اور بھی ہوگا۔ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اس ریت کو ختم کرنا چاہیے۔ اس وقت جو کام ہو رہا ہے، میرے دوست جو سمجھ دار سیاست دان ہیں، جنہوں نے سیاست دیکھی ہے، میری بات پر میرے دوست سواتی صاحب مسکرا رہے ہیں کیونکہ ان کو پتا ہے میں جو آگے کہنے والا ہوں، یہی چیز repeat ہوگی اور پھر اس وقت جو ماحول اور ring بنایا گیا ہے، وہ کسی اور کے گلے میں پڑے گا۔ ہم آج بیٹھ کر کیوں نہ اس قانون کو reform کر لیں؟ رضا ربانی صاحب نے بالکل ٹھیک کہا، میرے فاضل دوست فاروق نانیک صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ہم نے فیصلہ کیا کہ NAB laws میں amendment کرتے ہیں لیکن وہ اس حد تک نہ جاسکتا جہاں implementation ہو سکتی۔ اس وقت شاید پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) میں کوئی خاص cooperation نہیں تھا لیکن آج میں PPP, PML(N) and PTI تینوں جماعتوں کو کہتا ہوں کہ ایک کمیٹی بنائیں۔ جناب! آپ کے پاس victimization ایک important subject ہے، اگر یہ victimization چلتی رہے گی، آج اسی کی وجہ سے جناب! ہم جس کے نام سے چل رہے ہیں، ہماری economy پر بھی effect آیا ہے۔

جناب! میں without referring anybody ایک بات کروں گا، ہم کہتے ہیں کہ ”ہم NRO نہیں دیں گے“، اوھر سے جواب آتا ہے ”ہم NRO نہیں لیں گے“۔ یہ ping pong game چل گئی ہے کہ ہم لیں گے، ہم نہیں لیں گے لیکن جناب! NRO کیا ہے؟ National Reconciliation Ordinance. کبھی کسی نے سوچا ہے کہ آپ Constitution کی ایک line اٹھا کر play کر رہے ہیں whereas ایسی کوئی چیز نہیں ہے and an authority with a challenge, I can say کہ پاکستان

پیپلز پارٹی نے جنرل پرویز مشرف کے ساتھ کسی قسم کا NRO نہیں کیا تھا، اگر کوئی کاغذ لے آئے تو میں resign کر کے گھر چلا جاؤں گا، سیاست چھوڑ دوں گا۔ دوبارہ کالم نویس بن جاؤں گا۔ جناب چیئر مین! جھوٹ بولنا اچھا نہیں لگتا، لوگ جھوٹ بولتے ہیں، پیپلز پارٹی کا نام بدنام کیا گیا۔ میں حکومت کو اور اپنے دوستوں کو convey کروں گا کہ NRO کوئی چیز نہیں ہے۔ مینڈیلا صاحب نے National Reconciliation کیا تھا۔ جس truth and reconciliation commission کے لیے محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے کہا تھا اور آج بھی ہم اس پر قائم ہیں، سب کو ساتھ لے کر چلیں، آنے والے وقت میں دونوں سائیڈیں ایک دوسرے کو مسکراتی دیکھیں، rule of law کو لے کر چلیں۔ آئین مل کر بیٹھیں، ایک کمیٹی بنائیں، ہم victimization کے element کو the sense of victimization کو کیسے اپنے سسٹم سے eliminate کر سکتے ہیں I am sure ہمارے پاس wizards ہیں، ادھر بھی ہیں، فاروق نانیک صاحب، سواتی صاحب ہیں اور بھی بہت سے وکیل ساتھی ہیں، فروغ نسیم صاحب ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر آپ اس discussion سے قوم کو کوئی conclusive چیز دینا چاہتے ہیں تو for God's sake ایک کمیٹی بنائیں، اس کو صرف reform committee کا نام دیجیئے گا۔ میں دوبارہ کہہ رہا ہوں کہ سیاستدان صرف تقریروں کے لیے نہیں ہیں، سیاستدان reforms کرنے کے لیے ہیں۔ ترکی میں کیا ہوا، وہ کن حالات سے گزرے، کمال اتاترک سے لے کر اردوان تک، انہوں نے کتنے لوگ پکڑے، ان کی economy کہاں گئی، دور نہ جائیں، انڈیا کو دیکھ لیں، ہم کیوں گلے پھاڑتے ہیں، مارتے ہیں بیٹھتے ہیں، کوئی کتنا ہے تو کر پٹ ہے، دوسرا کتنا ہے تو کر پٹ ہے، ایسے لگتا ہے سوکنیں لڑ رہی ہیں، سوکن والا سسٹم ختم کریں، let us be now more wise, more mature، آپ آنے والے وقت میں اس قوم کو کیا دے سکتے ہیں۔

جناب چیئر مین! اگلی بات چھوٹی سی کروں گا کیونکہ victimization کی بات چل پڑی ہے تو میاں نواز شریف صاحب کا نام ECL سے نکالنے کے لیے کہہ دیا گیا ہے۔ میں یہ بات اس لیے کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے کافی quarries آئیں کہ ان کا نام کیوں نہیں نکل رہا، میں Interior Minister رہا ہوں، مجھ سے پہلے بھی Interior Minister competent تھے،

authority to remove and place somebody in the ECL was Interior the Federal Government اور فیڈرل گورنمنٹ اس وقت Minister and the Secretary Interior define ہوئی تھی ، بعد میں Supreme Court of Pakistan نے اسے change کر دیا اور کہا کہ یہ So competent authority was made, actually Cabinet ہے۔ the competent authority wherever the word in any other law and any procedure was written. So then it became the responsibility of the Cabinet, with authority کہہ سکتا ہوں کہ آج NAB کے پاس ان کو ECL میں ڈالنے یا نکالنے کے لیے کوئی authority نہیں ہے، نہ FIA کے پاس ہے اور نہ ہی کسی پولیس آفیسر کے پاس کوئی authority ہے۔ This authority rest with the Cabinet and Cabinet includes the Prime Minister of Pakistan. اگر delay ہے تو ایک لفظ post facto ہے، اگر آپ اجازت دے دیتے ہیں، you have the authority to bring the same thing back to the Cabinet, asking for the post facto sanction, انہیں post facto sanction دے دیں، وہ کہتے ہیں اگر ہو گیا ہے تو کر دیں۔ Let us learn a start from here کہ ایک چیز ہمارے notice میں آئی ہے، ہمارا لیڈر بیمار ہوا ہے، سیاست کو کھیل نہیں سمجھنا چاہیے، عمران خان نے بھی یہ کہا، اچھی بات ہے، but where is the implementation. کیا ایسا تو نہیں ہے کہ present government یہ دیکھ رہی ہے کہ کہیں Cabinet میں لکھا تھا کہ take the name of Mian Muhammad Nawaz Sharif out of the exit list of political fall back، کچھ نہیں ہوتا، political fall back میں کوئی political fall نہ ہو، risk لیں، کچھ نہیں ہوتا، political fall back آتے رہتے ہیں، leaderships فیصلے کرتی ہیں۔ میری proposal ہے کہ post facto sanction دے دیں۔ let him go, let him get the treatment, ایک دوسرے کا گریبان پکڑنا چھوڑ دیں۔ Sir please اس سلسلے میں ایک کمیٹی ضرور بنائیں۔ NAB laws سے لے کر FIA کے laws اور سارے accountability کے



laws اور جو میں نے کہا کہ جو ان portfolios پر چکے ہیں ان کی ضرورت  
 accountability کریں، ان کے خلاف ضرورت case کریں، arrest نہ کریں یا پھر ایک ہی  
 مرتبہ سب کو لے لیں، میں آپ کو لسٹ بنا کر دیتا ہوں، سب کو arrest کر لیں، دونوں طرف سے  
 arrest کر لیں۔ We will be happy but let us there should not be discrimination. Let us not preach hate in the country.  
 Let us preach love and affection and cooperation. Thank you

Mr. Chairman: Thank you. Minister for Parliamentary Affairs. Please wind up.

سینیٹر محمد جاوید عباسی: جناب چیئر مین! میں نماز پڑھنے چلا گیا تھا، میں نے ابھی تقریر کرنی ہے۔

جناب چیئر مین: منسٹر صاحب! انہیں دو منٹ دے دیں، آپ کے بھائی ہیں۔  
 سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب چیئر مین! آپ نے تین مرتبہ ان کا نام پکارا تھا۔  
 جناب چیئر مین: منسٹر صاحب! بہت مہربانی۔ سینیٹر محمد جاوید عباسی صاحب۔

#### **Senator Muhammad Javed Abbasi**

سینیٹر محمد جاوید عباسی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئر مین! میں معافی چاہتا ہوں، آپ نے جب میرا نام پکارا تو میں اس وقت نماز کے لیے گیا ہوا تھا۔ میں فاضل سینیٹر صاحب کا مشکور ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر میری تقریر کے دوران نماز مغرب کا وقفہ ہو گیا تو آپ مجھے نماز کے بعد بھی تقریر مکمل کرنے کا موقع دیں گے۔

جناب چیئر مین: اتنا نا تم نہیں، آپ بسم اللہ کریں۔

سینیٹر محمد جاوید عباسی: جناب چیئر مین! سینیٹ آف پاکستان کا اجلاس پچھلے چار دنوں سے جاری ہے، انتہائی important issues discuss کیے جا رہے ہیں۔ سواتی صاحب کے علاوہ کسی وزیر نے گوارا نہیں کیا کہ وہ اجلاس میں تشریف لاتے، یہ Interior Minister صاحب کا agenda تھا، مجھے افسوس ہے، انہیں یہاں موجود ہونا چاہیے تھا۔ اعظم سواتی صاحب کو تو انہوں نے ہمارے لیے رکھا ہوا ہے، ان کی مہربانی ہے کہ یہ یہاں پر موجود ہیں۔

جناب چیئر مین! ریاست کو چلانے کے لیے ہمارے بڑوں نے اس ملک میں آئین پاکستان بنایا تھا، اس آئین میں ریاست اور شریوں کے درمیان ایک معاہدہ تھا۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئر مین: سواتی صاحب! تشریف رکھیں۔

سینیٹر محمد جاوید عباسی: جناب چیئر مین! اب یہ وقت آگیا ہے کہ اعظم سواتی صاحب کا دل کرتا ہے کہ وہ آپ کی کرسی کو بھی چلائیں لیکن وہ ایسا کر نہیں سکتے۔ جناب چیئر مین! شریوں کے درمیان ایک مضبوط رشتہ تھا، آئین پاکستان نے ریاست میں رہنے والے تمام لوگوں کو جو برابری کے حقوق دیے تھے وہ اب کمزور پڑتے جا رہے ہیں۔ یہ صرف حکومت اور اپوزیشن کی بات نہیں ہے، آج ریاست کے باقی اداروں پر سوالات اٹھ رہے ہیں اور وہ پریشانی کے عالم میں ہیں۔ جناب چیئر مین! اگر دنیا میں یہ دیکھا جائے کہ اس کے حکمران دلیر یا بزدل ہیں تو بزدل حکمرانوں کی یہ پہچان ہوتی ہے کہ وہ اپنے سیاسی مخالفین اور اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے ساتھ ذاتی دشمنی رکھتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئر مین: سینیٹر فیصل جاوید صاحب please خاموش رہیے۔

سینیٹر محمد جاوید عباسی: جناب چیئر مین! جب سے یہ موجودہ حکومت آئی ہے، انہوں نے اپنے سیاسی مخالفین کا مقابلہ کرنے کی بجائے، اپوزیشن کو face کرنے کی بجائے، پارلیمنٹ میں جواب دینے کے بجائے، اپنی کارکردگی بہتر بنانے کی بجائے، ان کا صرف ایک طرہ امتیاز ہے کہ وہ صبح سے رات تک اور رات سے صبح تک اپنے سیاسی مخالفین کی عزت خراب کریں، ان کو جیلوں میں بھیجیں، ان پر cases بنائیں۔ پاکستان کی سیاسی جماعتوں اور حکومت میں ایک division کر دیا گیا ہے کہ آج ہم کسی اچھے کام کے لیے اکٹھے نہیں بیٹھ سکتے۔ یہ کام اپوزیشن کا تھا کہ وہ حکومت کے ساتھ اس وقت تعاون کرتی جب وہ اس معاملے پر تیار ہوتی اور سمجھتی کہ یہ پاکستان کی اپوزیشن ہے اور اسے ہم نے اپنے ساتھ لے کر چلنا ہے۔

جناب چیئر مین! انہیں پتا تھا اور یہ جانتے تھے، قوم کو بھی نہیں پتا تھا، لانے والوں کو بھی نہیں پتا تھا اور ہمیں بھی نہیں پتا تھا لیکن یہ جانتے تھے کہ ان کے پاس کوئی ٹیم نہیں ہے، یہ اس ملک کو آگے نہیں لے جا سکتے، ان کی کوئی کارکردگی نہیں ہوگی، انہوں نے صرف ایک معاملہ political

victimization شروع کر دی ہے، انہوں نے ملک کی دو بڑی جماعتوں پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی کو سب سے زیادہ target کیا ہے۔ ان کی leadership کو جیلوں میں پھینکا ہے، ان پر انہوں نے بے شمار مقدمات بنائے ہیں، کچھ ہی دیر میں ان کی طرف بھی میں آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ وہ کون سے مقدمات تھے۔ ایک ادارہ جس کا کام احتساب کرنا تھا یہ اس کے spokesman بن گئے ہیں، اسے استعمال کرنا شروع کر دیا گیا ہے، روزانہ صبح سے شام تک اس کی ترجمانی کرنی شروع کر دی ہے۔ جہاں بھی جاتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم ان سارے لوگوں کو اندر کر دیں گے۔ جناب محترم شبلی فراز صاحب، اس ساری اپوزیشن کو اور سارے پاکستان کے لوگوں کو بھی اندر کر دیں، آپ کی یہ کمپنی / دکان اب چلنے والی نہیں ہے، یہ حکومت اب نہیں چل سکتی، یہ اب بند ہونے والی ہے۔ آپ نے پاکستان میں جو کام کیا ہے، کسی بھی ایک حکومت نے اس طرح سے اپنے مخالفین کو اس بدترین طریقے سے target نہیں کیا۔

جناب چیئر مین! انہوں نے بہت سے NAB cases کھولے، جہاں NAB کا مقدمہ نہیں بنتا تھا وہاں انہوں نے رانا ثنا اللہ جیسے لوگوں پر ہیروئن کے مقدمات ڈالنے شروع کر دیئے ہیں۔ ان کی اپنی ego ہے جس کی most satisfaction کے لیے انہوں نے اپنی اپوزیشن پر یہ ظلم ڈھائے ہیں۔ کاش یہ احتساب کے عمل میں sincere ہوتے، اگر ان کا مقصد پاکستان میں accountability process کو آگے لے جانا ہوتا اور across the board ہوتا، پھر تمام لوگوں کے ساتھ ہوتا لیکن بد قسمتی سے پچھلے چودہ ماہ میں جو آدمی PTI کی حکومت میں ان کی چھتری کے نیچے آ جائے، جو ان کی جماعت کے ساتھ کھڑا ہو جائے، اسے تو صادق اور امین کا certificate مل جاتا ہے اور جو اپوزیشن جماعتوں میں رہے اسے تو یہ کہتے ہیں کہ یہ چور اور ڈاکو ہیں، انہوں نے لوٹا ہوا ہے۔

جناب چیئر مین! دونوں جماعتوں کی جتنی بھی leadership انہوں نے اندر کی ہوئی ہے ان کے خلاف ایک ریفرنس بھی داخل کرنے میں ناکام ہو گئے ہیں۔ ابھی تک کسی کا case inquiry stage پر ہے، کسی کا investigation پر ہے اور انہوں نے اپنی ان کی satisfaction کے لیے جیلوں کے دروازے کھولے ہوئے ہیں اور لوگوں کو اندر کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! جس ملک کا وزیر اعظم دنیا میں جہاں بھی تشریف لے کر جاتے ہیں، جب دوسرے ممالک کے وزرائے اعظم پاکستان آتے ہیں تو وہ پاکستان کی عزت کی بات کرتے ہیں، وہ اپنے ملک کے وقار کی بات کرتے ہیں، یہ ایک ہی بات کرتے ہیں کہ میں اس ملک کے رہنے والے لوگوں کا وزیر اعظم ہوں جو سارے چور اور ڈاکو ہیں۔ ایسا کوئی ایک ملک بھی نہیں ہے جہاں اس ملک کے وزیر اعظم تشریف لے کر گئے ہوں اور انہوں نے ملک کے لوگوں کے ساتھ وہاں جا کر پاکستان کی اپوزیشن کو گالی نہ دی ہو، انہیں بدنام نہ کیا ہو اور پاکستان کو بدنام نہ کیا ہو اور ہم نے دیکھا ہے کہ accountability process کہاں تھا، کہاں کھڑا ہے اور آئندہ آنے والے دنوں میں اس کے ساتھ کیا ہو گا۔ یہ غرور اور تکبر میں اتنے آگے نکل جاتے ہیں کہ انہیں سمجھ نہیں آتی اور اپنے مخالفین کے خلاف جملے کہتے ہیں۔

مولانا عبدالغفور حیدری صاحب باہر جا رہے ہیں، میں انہیں بھی مبارک باد دیتا ہوں۔ مولانا فضل الرحمن کا آزادی مارچ ابھی شروع ہی ہوا ہے کہ یہ جو غرور کے گھوڑے پر بیٹھے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کا غرور کس طرح سے توڑا ہے اور یہ کہاں پہنچ گئے ہیں۔ یہ کہتے تھے کہ ہم اس اپوزیشن کے ساتھ بات کرنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ پلوامہ کا معاملہ ہوا انہوں نے اپوزیشن کے ساتھ بات نہیں کی، کشمیر کا معاملہ ہوا تب بھی انہوں نے اپوزیشن کے ساتھ بات نہیں کی لیکن جب آزادی مارچ شروع ہوا اور ان کی حکمرانی کی کرسی ڈگمگانے لگی تو کس طرح دوڑ دوڑ کر جا رہے ہیں اور بات کرتے ہیں۔ وقت آنے والا ہے اعظم خان سواتی صاحب! کہ آپ ان تمام leaders کے پاؤں پکڑیں گے، کچھ کے جیل میں جا کر پکڑیں گے۔ آپ کہتے تھے کہ آپ NRO نہیں دیں گے، آپ اس پاکستان میں NRO بانٹتے پھریں گے اور یہ آپ کی تاریخ ہے اور دیکھیں آپ یہاں سے گزریں گے کیونکہ آپ نے وہ تمام جمہوری روایات توڑی ہیں، آپ کو ان کا امین ہونا چاہیے تھے لیکن آپ اس کے خلاف کھڑے ہوئے ہیں، آپ نے اپنی اپوزیشن کو تقسیم کیا ہے اور اسے توڑا ہے۔

جناب چیئرمین! آج صرف سیاسی جماعتیں ہی اس حکومت کے خلاف نہیں کھڑی ہوئی ہیں، انہوں نے میڈیا کے ساتھ بھی زیادتی کی ہے۔ انہوں نے سیاسی leaders، ڈاکٹروں، اساتذہ اور businessmen کے ساتھ بھی زیادتی کی ہے، پاکستان کی کوئی ایسی community نہیں ہے جن کے ساتھ اس حکومت نے بہتری کی ہو۔ ہم انہیں کیا کہتے تھے، ہم کہتے تھے کہ یہ ملک ہمارا ہے، اسے

ہم سب مل کر آگے لے کر جائیں اور ہمارا ملک بہت مسائل میں گھرا ہوا ہے، یہ اسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم سارے لوگ آپ کا ساتھ دیں تاکہ آپ اسے بہتری کی طرف لے کر جائیں لیکن انہوں نے اپنی ذاتی انا کی خاطر اپوزیشن کو دیوار کے ساتھ لگایا ہوا ہے۔ ہمارا وقت گزر گیا ہے اعظم سواتی صاحب اور شبلی فراز صاحب! مجھے احمد فراز صاحب کا ایک شعر یاد آتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ آپ کے لیے کہا ہے:

ان بارشوں سے دوستی اچھی نہیں فراز

کچا تیرا مکان ہے، کچھ تو خیال کر

آپ مہربانی کر کے ان کے فرمودات پر قائم رہیں۔

جناب چیئر مین: سینیٹر صاحب آپ مہربانی کریں اور بیٹھ جائیں۔ عباسی صاحب آپ

wind up کریں۔ اذان ہونے والی ہے۔

سینیٹر محمد جاوید عباسی: اعظم سواتی صاحب کے ساتھ بھی وہی حشر ہونے والا ہے۔ یہ فکر نہ کریں ان شاء اللہ، ہمارے خلاف کچھ نہیں تھا، ہم نے حکومتوں کا مقابلہ کیا اور اداروں کا بھی مقابلہ کیا اور آئندہ بھی کریں گے۔ یہ جو NAB Law ہے، ان کی نیت دیکھیں، جب ان پر زور پڑا، پہلے انہوں نے کہا ہم اس میں سے businessmen کو نکالتے ہیں، پھر جب ان پر bureaucrats کا زور پڑا، وہ جہاں کہیں بھی جا کر ملے اب انہیں بھی نکالا جا رہا ہے، یہ کالا قانون صرف اس ملک کے سیاستدانوں کے لیے رہ گیا ہے، کسی اور کے لیے نہیں ہے۔ پہلے ہی دو institutions اس سے باہر تھے، جو باقی بچے ہیں انہیں بھی یہ باہر نکال رہے ہیں۔ اگر ہمارا احتساب کرنا ہے تو ضرور کریں لیکن تمام اداروں کا احتساب اس پارلیمنٹ نے کرنا تھا لیکن آج یہ ادارہ خود disputed ہے۔ یہ اس ملک کی سیاست کو گالی بنانے کے لیے لے جا رہے ہیں۔ آج پارلیمنٹ جو سب سے بڑا، معتبر اور مقدم ادارہ تھا اس کے ساتھ ان کا کیا سلوک ہے، یہ کس طرح اس کی بے توقیری کرنے کے لیے نکلے ہوئے ہیں۔ یہ کون سا بیجڈا ہے جس پر یہ کام کر رہے ہیں، یہ کس طرح سے ملک کو آگے لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ اس ملک کو کہاں بچائیں گے؟ لہذا جناب چیئر مین! اب وقت آگیا ہے، ان سے اس ملک کے حالات ٹھیک نہیں ہو سکتے، نہ ان کے پاس ٹیم ہے اور نہ ہی کوئی vision ہے۔ یہ کسی بات پر کھڑے نہیں ہو سکتے ہیں۔ فاروق نائیک صاحب کا ایک بل آیا ہوا ہے جس کی رپورٹ ابھی یہاں آپ کے ساتھ share کر لی ہے، ہم

چاہیں گے کہ اس اجلاس کے اختتام سے پہلے کم از کم آپ وہ بل اٹھا سکیں وہ NAB کا بہت important Bill ہے، یہ اس لیے ضروری ہے کہ اگر آپ نے ہمیشہ ایک ہی کلاس کو target کرنا ہے، صرف سیاستدانوں کو ہی بدنام کرنا ہے، صرف دنیا کو یہی دکھانا ہے کہ ساری corruption کی جڑ صرف سیاستدان ہیں، ان کے ساتھ جو باقی لوگ تھے انہیں آپ کیسے باہر نکال رہے ہیں، اس لیے میری پرزور گزارش ہوگی کہ اس NAB Ordinance پر جو ہمارا بل آیا ہوا ہے اسے اسی session میں لیا جائے۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ سینیٹر محمد اعظم خان سواتی صاحب۔

**Senator Muhammad Azam Khan Swati, Minister for Parliamentary Affairs**

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب! پہلے تو میں انتہائی اختصار سے اپنے سارے بھائیوں، اس hall کے دائیں اور بائیں دونوں اطراف کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ پھر میں چند باتیں کروں گا جو حقائق ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ تسلی سے سنیں گے اور ان پر عمل کریں گے۔ سیف الرحمان کے کر تو ت سب کے سامنے ہیں، میں اس پر زیادہ بات نہیں کروں گا اس لیے کہ بڑی تفصیل سے لیڈر آف دی ہاؤس نے پورے پس منظر کے ساتھ اسے بیان کیا کہ کرپشن نے ملک کو کس ڈگر پر چلا دیا۔ مراد سعید صاحب نے اور میرے دوسرے دوستوں نے بھی بڑی تفصیل سے بات کی، مجھے اس پر بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں صرف تاریخ کے چند الفاظ یاد دلاتا ہوں کہ سیف الرحمان کے کر تو ت ہماری تاریخ کا حصہ ہیں۔ اپنے آپ کو دیکھ لیں، ناپ تول کر لیں، وہ سیاسی انتقام تھا۔

جنرل جیلانی کی گود میں سیاسی سانس لینے والے ہمیں یہ بتا رہے ہیں کہ تحریکیں کس طرح چلتی ہیں، ملک کی حفاظت کس طریقے سے کی جاتی ہے۔ جہاں نام لیا گیا جہاں گنہگار ہیں، افسوس ہے کہ اس کیس کو ذرا دیکھ لیں۔ وہ کیس کی بنیاد یہ تھی کہ ثاقب نثار اپنے قد کو عمران خان کے قد سے بڑا کرنا چاہتا تھا۔ میں عدالت کے متعلق قطعاً کوئی بات نہیں کر رہا لیکن اس کیس کو پڑھ لیں جہاں پر جہاں گنہگار ہیں ایک trust create کیا گیا اور پھر بیٹے کے نام پر declare کیا گیا۔ پھر اسے کس طریقے سے عدالت میں منج صاحب کے سامنے توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا۔ بات یہ ہے کہ انہیں جو سزا دی گئی، اسے ہم نے من و عن قبول کیا مگر کیا اس کیس میں money trail نہیں دی گئی، ایک ایک ڈالر اور ایک ایک پائی نہیں بتائی گئی؟ یہی تو ہمارا المیہ ہے کہ حقائق سے منہ موڑ کر ہم کسی اور طرف چلے جاتے ہیں۔

(اس موقع پر ایوان میں اذانِ مغرب سنائی دی)

جناب چیئر مین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب! بنیادی بات کیا ہے؟ بنیادی بات وہ حقائق ہیں جنہیں میرے اپوزیشن کے قابلِ قدر اراکین بھول چکے ہیں۔ میں انہیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے لوگوں نے KP کے سینیٹ کے الیکشن میں بددیانتی کی تو اس کا کیا حشر ہوا۔ میں انتہائی گناہگار انسان ہوں، سینیٹ کے الیکشن میں خیبر پختونخوا میں بددیانتی کی گئی، حالانکہ ہم بالکل silver lining پر تھے لیکن بیس MPs کا کیا حشر کیا، آپ کے سامنے ہے۔ آج بھی ہمارے کئی وزراء جیل کے اندر گئے اور عدالت میں حاضریاں دے رہے ہیں۔ میں بالکل واضح طور پر کہتا ہوں، جس طریقے سے فاروق نانیک صاحب نے کہا تھا، میں اس پر بھی تفصیل سے بات کروں گا، خدا را across the board احتساب کریں۔ جسٹس جاوید اقبال صاحب! جس جس کے اوپر کرپشن کے الزامات ہیں، across the board احتساب کریں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے، اس پارلیمنٹ نے اور قانون نے اختیار دیا ہے، جس جس کے اوپر کرپشن کا کیس ہے، اس کو نہ چھوڑیں۔

عبد الغفور حیدری صاحب چلے گئے ہیں، میرے خیال میں الکا اور کوئی ممبر بھی نہیں ہے، میں میڈیا کے ذریعے انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میں نو سال ان کے ساتھ رہا ہوں، میں انتہائی گناہگار انسان ہوں، میں اپنا قد اونچا نہیں کرنا چاہتا لیکن ان کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ نو سالوں کے اندر میں وزیر بھی رہا، میں ان کا سینیٹر رہا، کوئی ایک چیز غلط ثابت کر دے، اللہ کی قسم! میں یہاں سے استعفیٰ دے دوں گا۔ اور تو چھوڑیں، بعض اوقات عمران خان کہتا ہے کہ کما کروں۔ ان سے پوچھ لیں کہ کیا میں نے کبھی سرکاری چائے کا ایک کپ پیایا ہے۔ سوائے اس کے کہ جب کبھی میں بیرونِ ملک جاتا تھا تو میں ضرور وہ سرکاری کرایہ لیتا تھا۔ باقی میرے دفتر کا آج بھی یہی حال ہے۔ مجھے انیس سال ہو گئے ہیں۔ آج بھی دیکھ لیں، خدا کے فضل سے میرے دفتر کا زیر و خرچہ ہے۔ یہ کیوں ہے؟ اس لیے کہ ڈر ہے، خوف ہے، اس ملک کی غربت کا، اس ملک کے افلاس کا کہ ایک نہ ایک دن ہم اپنے اللہ کو جواب دیں گے جو پوچھے گا کہ میں نے تمہیں اقتدار دیا تھا، دولت دی تھی، تم نے میرے ملک اور غریبوں کے لیے کیا کیا۔ میں بنیادی طور پر انتہائی کمزور ہوں، اس لیے وہ جواب نہیں دے سکتا اور سرکاری مراعات سے دور رہتا ہوں۔

آج یہ ہمیں بتادیں کہ کیا آپ نے سپریم کورٹ پر حملہ نہیں کیا، ہم نے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس اور جج کو اٹھا کر باہر نہیں پھینکا۔ اس لیے برداشت کریں۔ نیب ایک ادارہ ہے اور میں اب بھی کہتا ہوں، جس طریقے سے فاروق نائیک صاحب نے کہا کہ جسٹس صاحب! خدار! NAB کی وجہ سے ہماری حکومت بدنام ہو رہی ہے۔ قانون اور انصاف کا اختیار جو آپ کو دیا گیا ہے، اس کا استعمال across the board کریں۔ جو جو کرپشن کے اندر ملوث ہے، اسے آپ نے نہیں چھوڑنا۔ اگر چھوڑیں گے تو قانون کے مجرم، پارلیمنٹ کے مجرم، بانیس کروڑ لوگوں کے اور اللہ کے بھی مجرم ہوں گے۔ ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہیں۔ میرا حساب لینا ہے تو بسم اللہ کر کے لیں۔ میرے کسی اور دوست کا حساب لینا ہے تو بسم اللہ کر کے لیں تاکہ لوگوں کو پتا چل جائے کہ across the board انصاف ہو رہا ہے۔ ہم آپ کو داد دیتے ہیں جو آپ کام کر رہے ہیں، آپ کی autonomy کو داد دیتے ہیں۔ اگر اپوزیشن کہتی ہے کہ اس قانون کے اندر سقم ہے تو میں بھی کہتا ہوں کہ بالکل ہے بلکہ میں نے پہلے بھی کئی مرتبہ کہا ہے۔ آئیں، بیٹھ کر اسے حل کرتے ہیں۔ قانون کو تبدیل کرنا ہے تو آئیں بیٹھیں، آپ کا اور میرا اختیار ہے۔ آئیں، کبھی تو آئیں، بیٹھیں، انشاء اللہ تعالیٰ، ہم اس کے سقم دور کریں گے۔

جناب! آج مجھے بڑی خوشی ہے کہ میرے جو دوست ایک دوسرے کے گلے کی ہڈی تھے، ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود وایاز۔ جو ایک دوسرے کو گالیاں دیتے تھے نہیں تھے، آج ایک ہی جگہ پر کھڑے ہو گئے ہیں۔ وہ ایک ہی کام کے لیے کھڑے ہیں کہ انہوں نے احتساب کے نظام کو نہیں چلنے دینا۔ عمران خان نے جس طریقے سے کشمیر کے مسئلے کو اجاگر کیا تھا، اس کو اجاگر نہیں ہونے دینا اور مودی کے بیانیے کو ہم نے آگے لے کر جانا ہے۔ یہی دو مقاصد ہیں لیکن قوم اور دنیا جانتی ہے کہ ان شاء اللہ، یہ اس کے لئے جوابدہ ہوں گے، قوم کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔

جناب! میں جج کا ایک بہت بڑا کیس لے کر آیا تھا۔ دیکھیں! ہمارے قانون کے اندر سقم ہے۔ میں نے وہ معاملہ اسی ایوان میں اٹھایا تھا۔ اس کا کیا حشر ہوا؟ ایک طرف ہمارے اداروں کے پاس دو لاکھ کاوکیل جبکہ دوسری طرف میرا دوست عبدالطیف کھوسہ، دو کروڑ کاوکیل۔ پہلی پیشی پر ہائی کورٹ نے اسے اڑا دیا۔ جب تک آپ کی prosecution مضبوط نہیں ہوگی، اعلیٰ پائے کے وکیل آپ کے ساتھ نہیں ہوں گے، آپ NAB کے کام کو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا سکتے۔



جناب والا! میں آخر میں حافظ حمد اللہ صاحب کی بات کروں گا، جس کو آپ سیاسی انتقام کہتے ہیں۔ جناب والا! ربیع الاول کا مہینہ ہے، میرے پیارے سرکار آخر الزماں ﷺ جو اتنے پیارے ہیں کہ جب کلیم اللہ کا خطاب موسیٰ کو دیا گیا تو میرے نبی ﷺ کو کیا ملا، وہ یہ ملا کہ آپ اور ہم اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک اللہ کے نام کے ساتھ آپ ﷺ کا نام نہ لیا جائے یعنی لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ نہ کہا جائے۔ اتنا بڑا رتبہ ہے یہ۔ میرے پروردگار نے ان ﷺ کو مدثر کا نام دیا، منزل کا نام دیا، نذیر کا نام دیا۔ میرے اللہ نے کتنے پیارے پیارے ناموں سے محمد ﷺ کو یاد کیا قرآن مجید میں۔ آپ ﷺ کے بارے میں کوئی منکر یہ کہے کہ وہ آخری نبی ﷺ نہیں ہیں۔ انہیں شرم آنی چاہیے کہ ہم ایسی باتوں پر کیوں سیاست کر رہے ہیں۔ پھر قرآن کیا دلیل دیتا ہے؟ میرا رب کیا دلیل دیتا ہے؟ اگر تم نے نبی ﷺ کے نبی ہونے کی دلیل دیکھنا ہے تو میرا پروردگار کہہ رہا ہے کہ دیکھو صحابہ کو، جن میں قریش کے ابو بکر بھی ہیں اور حبشہ کے بلال بھی ہیں، ایران کے ابوذر غفاری بھی ہیں اور بنی عمیہ کے عثمان بھی ہیں، ان کے کردار کو دیکھو، ان کی محبت کو دیکھو کہ وہ آپس میں کس طرح ہیں اور دشمن پر کتنے سخت ہیں۔ یہ ہے ایک دلیل اس آخر الزماں نبی کریم ﷺ کی، جس کی عظمت کے بارے میں مجھ جیسا سنگار کیا بات کرے گا۔

جناب والا! سراج الحق صاحب نے بڑی تفصیل سے بات کی اور مجھے افسوس ہے کہ وہ اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں اور میرے دوسرے دوست مشتاق صاحب بھی اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ قانون کی حکمرانی اور عدل و انصاف کے بارے میں انہوں نے بڑی بات کی اور مجھے ان سے سو فیصدی اتفاق ہے لیکن قانون تو سب کے لیے برابر ہے۔ کیا انہوں نے یہ مثال نہیں دی کہ قریش کی فاطمہ نامی خاتون، جس کو نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے کیا فرمایا۔ قریش کے بہت سارے لوگ جوان کو وہاں لے کر آئے انہوں نے کہا کہ قریش کے لوگ بغاوت کر دیں گے اگر ان کو سزا ہوئی لیکن میرے اور آپ کے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر فاطمہ بنت محمد بھی ہوتی تو اس کے خلاف بھی فیصلہ دیتا۔ آج کیا میرے دوست سینیٹر حمد اللہ صاحب کو ایک عام پاکستانی شہری سے الگ کر رہے ہیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ حمد اللہ صاحب کی عزت اور اس کی توقیر بحیثیت پاکستانی شہری اس آئین میں درج ہے، جس کی حفاظت کرنا، جس کو عزت دینا، اسی پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق ہے اور اس کو بالکل ملنی چاہیے۔

جناب عالی! مجھے Ministry of Interior نے، جو یہ پوری داستان دی ہے اس میں بحیثیت وزیر کے میری ذمہ داری یہ ہے کہ میں سچ کا ساتھ دوں۔ سب سے بڑا سقم جو ہے اس کے اندر کیا ہے؟ ایک پاکستانی شہری، میں پھر کہتا ہوں کہ ایک پاکستانی شہری ہے اس کا بنیادی حق ہے لیکن اگر وہ اس ملک کا شہری نہیں ہے تو پوری تفتیش کی جائے، تحقیق کی جائے لیکن یہاں سقم ہے میرے پاکستان کے با عزت شہری کو وہ حق نہیں دیا گیا جو ہمارا آئین اور قانون دیتا ہے اور میں اس کی مذمت کرتا ہوں، میری حکومت اس کی مذمت کرتی ہے۔ مجھے یہ اختیار نہیں کہ میں کابینہ کی کارروائی آپ کے سامنے پیش کروں لیکن کسی نے بھی بمع عمران خان اس کو پسند نہیں کیا۔

جناب عالی! حقائق کیا ہیں میں اس کی طرف آتا ہوں۔ ہمیں NADRA میں ایک process سے گزرنا پڑتا ہے۔ ظاہر ہے کہ NADRA دوسری ایجنسیوں سے تحقیق اور تفتیش کے مطابق اپنا کام کرتا ہے۔ مجھے جس بات پر اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ 09-01-2019 کو حافظ حمد اللہ صاحب کو ایجنسی کی رپورٹ پر کہ ان کے document جعلی ہیں۔ کیا جعلی ہیں؟ جو document جمع کرائے گئے ہیں وہ جعلی ہیں۔ جو document ہیں وہ صحیح نہیں ہیں اور ان پر پوری تفتیش ہو رہی ہے لیکن میں یہ کہہ رہا ہوں وہ یہاں سینیٹر رہے اور باقاعدہ طور پر انہوں نے اپنا شناختی کارڈ پیش کیا، اس وقت اس بات کی تحقیق کیوں نہیں ہوئی۔ وہ اتنے عرصے سے پاکستان میں رہ رہے ہیں کوئی تحقیق نہیں ہے۔ 09-01-2019 کو اچانک ایک نوٹس اظہار وجوہ کا آتا ہے کہ ایجنسیوں کی رپورٹ یہ ہے کہ آپ غیر ملکی ہیں اور اس کے بعد 11-10-2019 کو ان کا شناختی کارڈ cancel کیا جاتا ہے لیکن NADRA کی تحقیق in process ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا فعل نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جن حالات میں اتنی دیر کر دی یہ فعل ناپسندیدہ ہے اور میں اس کی مکمل طور پر مذمت کرتا ہوں۔ ہماری حکومت کبھی بھی اس قسم کے گرے ہوئے فعل کو own نہیں کر سکتی۔ یہاں میں پھر کہتا ہوں کہ سینیٹر نہ سہی وہ پاکستان کا ایک معزز شہری ہے۔ اس لیے جو بھی کارروائی میرے خلاف بھی کر سکتے ہیں وہ دوسرے کے خلاف بھی کر سکتے ہیں، جو بھی کرنا ہے کریں لیکن اتنی دیر سے یہ نوٹس لینا کسی قدر بھی ایک پسندیدہ اور قانونی کام نہیں ہے۔

جناب عالی! میں شکریہ ادا کرتا ہوں اپنے تمام دوستوں کا۔ جاتے ہوئے صرف ایک سوال پوچھنا چاہوں گا کہ میرے رب نے، کائنات کے مالک نے کہا کہ میرے رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور آپس

میں تفرقہ نہ پیدا کرو۔ پھر کیا وجہ ہے میں نام نہیں لوں گا، ہم نے اپنے آپ کو مختلف فرقوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ میں تو ایک پروردگار کا اور ایک نبی ﷺ کا چاہنے والا ہوں اور میں جب اس طرف بیٹھا ہوا تھا پھر بھی یہ کہا تھا اور میں قطعاً یہ نہیں کہتا اور یہ تاثر نہیں دے رہا کہ اگر کوئی فرقہ ہے تو وہ کیوں ہے، مجھے کوئی حق نہیں مذہبی طور پر نفرت پیدا کروں لیکن میں تو صرف قرآن کے ان عظیم الفاظ کو اور اس mandate کو سامنے رکھ رہا ہوں کہ جب مجھے کہا گیا کہ رسی کو مضبوطی سے پکڑو، آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو تو میں تو ایک نبی ﷺ کا چاہنے والا ہوں ایک اللہ کا چاہنے والا ہوں تو پھر کون کس کو جواب دے گا کہ کون سا فرقہ اس امت کو یکجا کرنے کے لیے ہے اور کون سا فرقہ اس کو تقسیم کرنے کے لیے ہے۔ ہمیں اپنے گریبان کے اندر خود دیکھنا چاہیے کہ ہم کس طرف اپنی unity کو اور ملت اسلامیہ کی unity کو لے کر جا رہے ہیں؟ بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: The motion; political victimization has been talked out. The House stands adjourned to meet again on Tuesday the 12<sup>th</sup> November, 2019 at 03:30 p.m.

-----  
*[The House was then adjourned to meet again on  
 Tuesday, the 12<sup>th</sup> November, 2019 at 03:30 P.M.]*  
 -----

## Index

سینیٹر انور لعل دین .....	5
سینیٹر اے۔رحمن ملک .....	25, 26
سینیٹر پرویز رشید .....	3
سینیٹر سید شبلی فراز .....	6
سینیٹر سیمی ایزدی .....	15
سینیٹر قراۃ العین مری .....	24, 25
سینیٹر کلثوم پروین .....	9
سینیٹر محمد اعظم خان سواتی .....	31, 36, 37
سینیٹر محمد اکرم .....	7, 9
سینیٹر محمد جاوید عباسی .....	31, 32, 35
سینیٹر مشاہد اللہ خان .....	16, 21, 22
سینیٹر سیمی ایزدی .....	13